

نضر اللہ امرءً اسمع منا حدیثاً فحفظہ حتی یبلغہ

ماہنامہ

الحدیث

حضرو



شمارہ نمبر 96

شعبان ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء

مدیر: حافظ زبیر علی زئی

- کیا شادی کرنے سے غربت دور ہو جاتی ہے؟
- دعا میں صیغہ بدلنا کیسا؟
- رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور حیات برزخیہ
- امام ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ
- آلِ دیوبند اور تنقیص آئمہ رحمہم اللہ



مکتبۃ الحدیث حضرو، اٹک: پاکستان

جنت کے وارثین کون ہیں؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ یہی لوگ وارث ہیں، جنھیں جنت الفردوس ملے گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (المؤمنون: ۱۰۔۱۱)

فقہ القرآن:

۱: سابقہ آیات میں مومنین اور جنتی لوگوں کی درج ذیل نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

اپنی نمازوں میں خشوع (عاجزی وانکساری) کرتے ہیں، لغویات سے اعراض (اجتناب) کرتے ہیں، اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زنا اور بے حیائی کے کام نہیں کرتے بلکہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور وعدوں کی پابندی کرتے ہیں، اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (دیکھئے الحدیث حضرو: ۸۹تا۹۵)

یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں اور اس جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

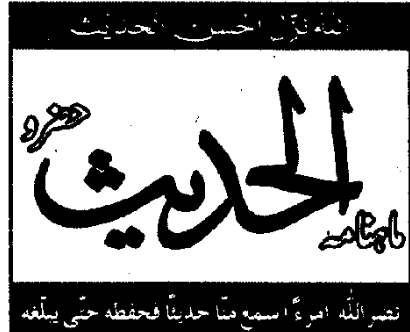
۲: خالدون کی تشریح میں امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''ماکثون فیھا أبداً، لا یتحولون عنھا.'' وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، انھیں اس سے نکالا نہیں جائے گا۔ (جامع البیان ۸/۲۶۴ طبع دار الحدیث القاہرہ)

یاد رہے کہ جنت اور جہنم کو فنا نہیں، بلکہ جنتی جنت میں اور کفار، مشرکین، مرتدین و مستحقینِ خلودِ جہنم جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، البتہ اہل ایمان جہنمیوں کو عذاب کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے محمد اسماعیل الصنعانی کی کتاب: رفع الاستار لابطال أدلة القائلین بفناء النار۔

۳: جنت الفردوس جنت کے درمیان ہے اور جنت کا بلند ترین حصہ ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور اسی پر رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا عرش ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۲۷۹۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم





جلد: 9 | شعبان ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء | شمارہ: 7

قیمت

فی شمارہ : 25 روپے

سالانہ : 300 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک

400 روپے

اس شمارے میں

خط و کتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

رابطہ

0302-5756937

اضواء المصابیح

اضواء المصابیح في تحقیق مشکوۃ المصابیح

الفصل الثانی

۳۱۰) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :

((لا وضوء إلا من صوت أو ريح .)) رواه أحمد، والترمذي .

اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو نہیں ٹوٹتا مگر آواز یا بدبو سے۔

اسے احمد (۲/۴۱ح ۹۳۰۱) اور ترمذی (۴۷ وقال: حسن صحیح) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن ماجہ (۵۱۵) نے بھی روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: اس حدیث کا تعلق وضو کے بعد سبیلین سے ہوا خارج ہونے اور مریض کی حالتِ شک سے ہے، جیسا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ دوسری حدیث سے ظاہر ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۳۰۶

۲: شک کو چھوڑ کر ہمیشہ یقین پر عمل کرنا چاہئے۔

۳: حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

۴: اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالنا کہ نیند یا مذی سے وضو نہیں ٹوٹتا، بالاتفاق باطل ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ خاص کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا باطل اور مردود ہوتا ہے۔

۳۱۱) وعن علي رضي الله عنه قال: سألت رسول الله ﷺ عن المذي، فقال :

((من المذي الوضوء ، و من المني الغسل .)) رواه الترمذي.

اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے۔

اسے ترمذی (۱۱۴، وقال: حسن صحیح) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ماجہ (۵۰۴) اور احمد (۱/ ۱۰۹۔ ۱۱۰) نے بھی روایت کیا ہے۔

وجۂ ضعف یہ ہے کہ اس کا ایک راوی یزید بن ابی زیاد الکوفی ہے جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: "**والجمهور علی تضعیف حدیثه**"

اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ (ہدی الساری ص ۴۵۹)

بوصیری نے کہا: "**وضعفه الجمهور**" اور جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(زوائد سنن ابن ماجہ: ۲۱۱۶)

اس ضعیف روایت میں آیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارے میں خود پوچھا تھا، جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کی صحیح روایت سے ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے مسئلہ پوچھا تھا۔ دیکھئے حدیث سابق: ۳۰۲

۳۱۳-۳۱۲) وعنه قال قال رسول الله ﷺ:

((**مفتاح الصلاة الطهور ، و تحريمها التكبير ، و تحليلها التسليم .**))

رواه أبو داود ، والترمذي ، والدارمي . و رواه ابن ماجه عنه و عن أبي سعيد .

اور انھی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نماز کی چابی طہارت (وضو) ہے اور تکبیر اس کی تحریم (دنیاوی امور حرام کرنے والی) ہے اور اس کا اختتام تسلیم (سلام پھیرنا) ہے۔

اسے ابو داود (۶۱) ترمذی (۳) اور دارمی (۱/ ۱۷۵ ح ۶۹۳، نیز ابن ماجہ: ۲۷۵) نے

(سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے) روایت کیا ہے اور ابن ماجہ (۲۷۶) نے (سیدنا) ابو سعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: حسن ہے۔

سنن ابی داود اور سنن ترمذی وغیرہما کی سند میں دو وجۂ ضعف ہیں:

۱: عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

دیکھئے انوار الصحیفہ (د ۱۲۸ ص ۱۷)

۲: سفیان بن سعید الثوری مشہور مدلس راوی ہیں اور یہ سند عن سے ہے۔

حافظ ابو زرعہ ابن العراقی نے لکھا ہے: "**سفيان بن سعيد الثوري مشهور بالتدليس**" سفیان بن سعید ثوری تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں۔ (کتاب المدلسین: ۲۱)

السبط ابن العجمی نے لکھا ہے: "**مشهور به**" وہ تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں۔

(التبیین لاسماء المدلسین: ۲۵)

سعودی عرب کے مشہور شیخ محمد بن علی بن آدم بن موسیٰ الاثیوبی الولوی المکی حفظہ اللہ نے ایک روایت کے بارے میں فرمایا: "**تصحيح الحاكم وموافقة الذهبي له غير صحيح لأن الحديث فيه ثلاث علل: أحدها: عنعنة سفيان الثوري فإنه معروف بالتدليس وهذه العلة بمفردها تكفي في رد مثل هذا الحديث الذي ذكروه لمعارضة عموم الأدلة الصحيحة.**"

حاکم اور ذہبی کا اسے صحیح قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ اس حدیث میں تین علتیں ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے، پس بے شک وہ تدلیس کے ساتھ معروف ہیں اور یہی ایک علت اس جیسی حدیث کو رد کر دینے کے لئے کافی ہے، جسے انھوں نے عام صحیح دلائل کے معارضے میں ذکر کیا ہے۔

(البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج جلد ۱۹ ص ۵۴)

سنن ابن ماجہ والی روایت میں ابو سفیان طریف بن شہاب السعدی ضعیف و مجروح ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ روایت دونوں سندوں سے ضعیف ہے، لیکن سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مفتاح الصلوٰۃ الطھور و احرامھا التکبیر و انقضاء ھا التسلیم" نماز کی چابی طہارت (وضو) ہے، تکبیر اس کی تحریم ہے اور اس کا اختتام سلام ہے۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱٦، وسندہ صحیح)

یہ صحیح موقوف روایت مرفوع کے حکم میں ہے، لہٰذا اس صحیح شاہد کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث بھی حسن ہے۔ والحمد للہ

فقہ الحدیث:

۱: نماز کا دارومدار وضو پر ہے اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۲: تحریم سے مراد یہ ہے کہ نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور تکبیر کے بعد دنیا کے تمام اُمور حرام ہو جاتے ہیں، اِلا یہ کہ دلیل سے کسی بات کا استثنا ثابت ہو جائے۔

۳: تکبیر سے مراد "اللہ اکبر" کہنا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ (۸۰۳) سنن ترمذی (۳۰۴ وصححہ) صحیح ابن خزیمہ (۵۸۷) اور صحیح ابن حبان (۱۸٦۲، الاحسان) کی صحیح صریح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے میری کتاب مختصر صحیح نماز نبوی (ص ۲۰ فقرہ نمبر ۱)

البحر الزخار للبزار (۲/۱٦۸ ح ۵۳٦) میں اس کا ایک صحیح شاہد بھی ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن الملقن نے کہا: "صحیح علیٰ شرط مسلم" (البدر المنیر ۳/۴۵٦)

کسی ایک صحیح مرفوع یا موقوف حدیث سے اللہ اکبر کے بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم یا خدائے بزرگ است وغیرہ کے الفاظ قطعاً ثابت نہیں، لہٰذا بعض الناس کا ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ وغیرہ آیات سے محرّفانہ استدلال کر کے اللہ اکبر کے بجائے دوسرے الفاظ کو جائز قرار دینا باطل ہے۔

۴: تسلیم سے مراد "السلام علیکم" کہنا ہے۔ مثلاً دیکھئے حدیث: ۹۵۰۔۹۵۱

اس کے بغیر نماز سے خروج نہیں ہوتا بلکہ نماز باطل ہو جاتی ہے، لہٰذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ سلام کے بجائے نماز کے منافی کوئی عمل کرنے (مثلاً بالقصد ہوا خارج کرنے) سے

نماز پوری ہو جاتی ہے، باطل ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے: "إذا رفع رأسه من آخر السجود ثم أحدث فقد تمت صلاته" جب وہ اپنے آخری سجدے سے سر اٹھائے، پھر اس کا وضوٹوٹ جائے تو اس کی نماز مکمل ہے۔ (مسند ابی داود الطیالسی: ۲۲۵۲، دوسرا نسخہ: ۲۳۶۶، منحۃ المعبود ۱/۱۰۴ ح ۶۸، شرح معانی الآثار ۱/۲۷۴، سنن ابی داود: ۶۱۷، سنن ترمذی: ۴۰۸ وتکلم فیہ، سنن دارقطنی ۱/۳۷۹ ح ۱۴۰۷، وقال: عبدالرحمٰن بن زیاد ضعیف لایحتج بہ، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۳۹، وقال: فھو حدیث ضعیف)

اس روایت کا راوی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم الافریقی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

ملا علی قاری حنفی کا شافعیوں کو بےوقوف قرار دے کر اس مسئلے پر تشنیع الفقهاء الحنفية بتشنيع السفهاء الشافعية نامی رسالہ لکھنا (دیکھئے عمدۃ الرعایہ ص ۱۸۵) فضول ہے۔ ثبت العرش ثم انقش

۵: نماز کے شروع میں تکبیر (اللہ اکبر) کہنا اور آخر میں سلام پھیرنا دونوں فرض ہیں۔

۳۱۴) وعن علي بن طلق قال قال رسول الله ﷺ:

((إذا فسا أحدكم فليتوضأ، ولا تأتوا النساء في أعجازهن.))

رواه الترمذي، و أبو داود.

اور علی بن طلق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کی پھسکی (بلا آواز ہوا) نکل جائے تو وہ (دوبارہ) وضو کرے اور (اپنی) عورتوں سے دُبر میں جماع نہ کرو۔

اسے ترمذی (۱۱۶۴، وقال: حسن) اور ابوداود (۲۰۵) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

اسے ابن حبان (موارد الظمآن: ۲۰۳) نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

یاد رہے کہ اس روایت کی سند میں کوئی راوی مجہول یا مستور نہیں بلکہ ... جمہور کے

نزدیک ثقہ وصدوق ہیں، لہٰذا بعض الناس کا اس روایت کو ضعیف قرار دینا غلط ہے۔

فائدہ: سنن ابی داود میں اس روایت کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ "ولیعد الصلاۃ" اور نماز کا اعادہ کرے۔ (ح ۲۰۵ وسندہ حسن)

فقہ الحدیث:

۱: سبیلین (دُبُر اور قُبُل) سے تھوڑی سی ہَوا نکلنے سے بھی فوراً وضو ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا ایسی حالت میں نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا فرض ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۳۰۶

۲: اپنی بیویوں کے ساتھ دُبُر میں جماع کرنا حرام ہے اور صرف قُبُل میں حلال ہے۔ رہا زنا تو وہ ہر حالت میں ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

۳: مَردوں کا مَردوں کے ساتھ زنا (اغلام بازی) ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور بہت بڑا جرم ہے جس کی شریعتِ اسلامیہ میں سزا سنگسار یا قتل ہے، جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۴: مناسب موقع پر متعلقہ مسئلہ بیان کر دینے میں کسی قسم کی شرم وحیا جائز نہیں، ورنہ پھر متعلقہ لوگوں کی گمراہی اور غلطی کا اندیشہ ہے۔

۵: وضو ٹوٹنے کے بعد سابقہ نماز پر بنا نہیں بلکہ نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے۔

۳۱۵) وعن معاوية بن أبي سفيان، أن النبي ﷺ قال: ((**إنما العينان وكاء السه، فإذا نامت العين استطلق الوكاء.**)) رواه الدارمي.

اور معاویہ بن ابی سفیان (الاموی رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آنکھیں تو پیٹھ کی تھیلی باندھنے کا تسمہ ہیں، پس جب آنکھ سو جاتی ہے تو تھیلی کا تسمہ کھل جاتا ہے۔

اسے دارمی (۱/۱۸۴ ح ۷۲۸) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

اس میں ابو بکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: "**ضعیف وکان قد سرق بیته فاختلط**" وہ ضعیف ہے، اس کے گھر میں چوری ہوئی تھی جس کے بعد وہ اختلاط (حافظے کی کمزوری) کا شکار ہو گیا۔ (تقریب التہذیب: ۷۹۷۴)

نیز سند میں ایک اور علت بھی ہے۔

اس روایت کے ضعیف شاہد کے لئے دیکھئے آنے والی حدیث: ۳۱۶

۳۱۶) وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((وِكَاءُ السه العينان ، فمن نام فليتوضأ .)) رواه أبو داود .

قال الشيخ الإمام محيي السنة ، رحمه الله : هذا في غير القاعد ، لما صحّ .

اور علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیٹھ کی تھیلی باندھنے کا تسمہ آنکھیں ہیں، لہٰذا جو شخص سو جائے تو وہ وضو کرے۔

اسے ابوداود (۲۰۳) نے روایت کیا ہے۔

شیخ امام محیی السنۃ (البغوی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ بیٹھ کر سونے کے بارے میں نہیں، جیسا کہ انس (رضی اللہ عنہ) کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ماجہ (۴۷۷) نے بھی روایت کیا ہے۔

وجہ ضعف یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عائذ رحمہ اللہ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل (منقطع) ہے، جیسا کہ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

دیکھئے کتاب المراسیل لابن ابی حاتم (ص ۱۲۴، رقم: ۴۴۶)

اس روایت کے ضعیف شاہد کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۳۱۵

فائدہ: صحیح یہ ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھئے اضواء المصابیح: ۵۲۰ چاہے لیٹ کر سوئے یا بیٹھ کر سوئے، لہٰذا امام بغوی رحمہ اللہ کا قول راجح نہیں۔ واللہ اعلم

۳۱۷) عن أنسٍ قال : كان أصحاب رسول الله ﷺ ينتظرون العشاء حتى تخفق رؤوسهم ، ثم يصلّون ولا يتوضؤون . رواه أبو داود و الترمذي، إلا أنه ذكر فيه : ينامون . بدل : ينتظرون العشاء حتى تخفق رؤوسهم .

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ عشاء کا انتظار کرتے حتیٰ

کہ ان کے سر جھک جاتے، پھر وہ نماز پڑھتے اور (دوبارہ) وضو نہ کرتے تھے۔

اسے ابوداود (۲۰۰) اور ترمذی (۷۸ وقال: حسن صحیح) نے روایت کیا، سوائے اس کے کہ ترمذی کی روایت میں ''عشاء کا انتظار کرتے حتیٰ کہ ان کے سر جھک جاتے'' کی بجائے ''وہ سو جاتے تھے'' ہے۔

تحقیق الحدیث: صحیح ہے۔

اور اسے امام مسلم (۳۷۶) نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔

تنبیہ: ''وہ سر جھکا دیتے'' کی زیادت غریب ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: اس لفظاً موقوف (اور حکماً مرفوع) روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا اور سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صاف ثابت ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھئے ح ۵۲۰

ان روایات میں دو طرح سے تطبیق ممکن ہے:

اول: لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام بغوی کا رجحان اسی طرف ہے۔

دوم: وضو نہ ٹوٹنے والی روایت منسوخ ہے اور سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ والی روایت ناسخ ہے، لہٰذا ہر قسم کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، چاہے لیٹ کر سو جائے یا بیٹھے بیٹھے سو جائے۔

اور ہمارے نزدیک یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

۳۱۸) وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: ((**إن الوضوء على من نام مضطجعًا، فإنه إذا اضطجع استرخت مفاصله.**)) رواه الترمذي، وأبو داود.

ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ جو شخص لیٹ کر سو جائے تو اس پر وضو (کا اعادہ) ضروری ہے، کیونکہ جب آدمی لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

اسے ترمذی (۷۷ وأعلہ) اور ابوداود (۲۰۲ وقال: ھو حدیث منکر) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے امام دارقطنی (۱/ ۱۵۹۔۱۶۰) نے بھی روایت کیا ہے اور فرمایا: " تفرد به أبو خالد عن قتادة ولا یصح " اسے قتادہ سے صرف ابو خالد نے روایت کیا ہے اور یہ (روایت) صحیح نہیں۔ (انتہی کلامہ)

اس میں وجۂ ضعف دو ہیں:

۱: ابو خالد الدالانی مدلس ہیں۔ (دیکھئے طبقات المدلسین ۳/۱۱۳)

اور یہ سند عن سے ہے۔

۲: امام قتادہ بن دعامہ البصری رحمہ اللہ مدلس ہیں۔ (دیکھئے طبقات المدلسین ۳/۹۲)

اور یہ سند عن سے ہے۔

نیز اس پر مزید یہ کہ محدثین کرام نے بغیر کسی اختلاف کے اس روایت کو معلول (ضعیف) منکر اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ

ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں مدینے آیا تو وہاں کی احادیث لکھیں پھر کوفے آیا تو ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے گھر میں گیا اور انھیں سلام کیا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم نے وہاں کس سے حدیثیں لکھی ہیں؟ تو میں نے نام بتائے۔ انھوں نے کہا: کیا مالک بن انس (رحمہ اللہ) سے کچھ لکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو انھوں نے کہا: جو لکھا ہے میرے پاس لے آؤ تو میں لے آیا۔ پھر انھوں نے کاغذ اور دوات منگوائی۔ میں انھیں حدیثیں لکھواتا رہا اور وہ لکھتے رہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۱/۴ وسندہ صحیح)

اس سچے واقعے سے تین مسئلے ثابت ہوئے: (۱) امام ابو حنیفہ امام مالک کو ثقہ و پسندیدہ سمجھتے تھے۔ (۲) امام ابو حنیفہ حدیث سے محبت کرتے تھے۔ (۳) امام ابو حنیفہ امام مالک کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔ رحمہم اللہ

[ابو معاذ زبیر علیزئی]





توضیح الاحکام

سوال وجواب تخریج الاحادیث حافظ زبیر علی زئی

کیا شادی کرنے سے غربت دور ہو جاتی ہے؟

سوال سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جاء رجل إلی النبي ﷺ یشکو إلیه الفاقة، فأمره أن یتزوّج"

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور فاقے کی شکایت کی، تو آپ (ﷺ) نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ (ابو محمد خرم شہزاد، شیخو پورہ)

الجواب یہ روایت تاریخ بغداد میں درج ذیل سند سے موجود ہے:

"أخبرنا محمد بن الحسین القطان قال: نبأنا عبدالباقي بن قانع قال: نبأنا محمد بن أحمد بن نصر الترمذي قال: نبأ إبراهیم بن المنذر قال: نبأنا سعید بن محمد مولی بني هاشم قال: نبأنا محمد بن المنکدر عن جابر."

(ج ا ص ۳۶۵ ت ۳۰۷ محمد بن احمد بن نصر الترمذی)

اس روایت کے راوی ابو عثمان سعید بن محمد بن ابی موسی المدنی کے بارے میں محدثین کرام کی گواہیاں درج ذیل ہیں:

ا: امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا: "حدیثه لیس بشيء" اس کی حدیث کوئی چیز نہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۴/ ۵۸ ت ۲۵۷)

۲: حافظ ابن حبان البستی نے طویل کلام کے بعد فرمایا:

"لایجوز الاحتجاج بخبره إذا انفرد."

جب یہ منفرد (اکیلا) ہو تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔

(کتاب المجروحین ج ا ص ۳۲۶، دوسرا نسخہ ج ا ص ۴۱۰)

۳: حافظ ابن الجوزی نے اس راوی کو کتاب الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا۔

(۱/۳۲۵ ت ۱۴۳۵)

۴: حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا۔ (۱/۳۳۲ ت ۱۶۴۷)

حافظ ذہبی نے شادی والی روایت مذکورہ کو "لیس حدیثه بشيء" کے تحت درج کیا، یعنی دوسرے الفاظ میں یہ روایت اُن (حافظ ذہبی) کے نزدیک منکر ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ۲/۱۵۶ ت ۳۲۶۲)

لسان المیزان میں بھی اس راوی کا ذکر بطورِ جرح مذکور ہے۔ (ج ۳ ص ۴۱، دوسرا نسخہ ۳/ ۲۹۰)

اس راوی کے بارے میں کوئی ادنیٰ لفظِ توثیق میری نظر سے نہیں گزرا اور درج بالا جرح کی رُو سے سعید بن محمد المدنی سخت ضعیف و مجروح راوی ہے۔

اس روایت کا ایک اور راوی عبدالباقی بن قانع البغدادی بھی تحقیقِ راجح میں اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔ خلاصۃ التحقیق یہ ہے کہ روایت مذکورہ سخت ضعیف و مردود ہے۔

جمہور محدثین نے اس پر جرح کی اور خطیب بغدادی کے نامعلوم شیوخ کی توثیق کا یہاں کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ بعض خطیب حضرات ایک روایت بڑے مزے لے لے کر اور ترنم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر غربت کی شکایت کی تو آپ نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا۔ شادی کے بعد وہ آیا اور کہا: میں پہلے سے زیادہ غریب ہوگیا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے دوسری شادی کا حکم دیا۔ وہ اور زیادہ غریب ہوگیا تو آپ ﷺ نے اسے تیسری شادی کا حکم دیا۔ پھر اسے چوتھی شادی کا حکم دیا تو اُس نے چوتھی شادی بھی کر لی اور اس کے بعد اس کی غربت ختم ہوگئی، وہ امیر ہوگیا۔ ان الفاظ میں قصہ گو خطیبوں کی اس روایت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور میرے علم کے مطابق یہ بالکل جھوٹی روایت ہے، اس کی کوئی سند یا حوالہ ہمیں کہیں نہیں ملا اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اسے قصہ گو لوگوں یا جھوٹے مقررین میں سے کسی نے گھڑا ہے۔ واللہ اعلم (۱۴/ مئی ۲۰۱۲ء)

دعا میں صیغہ بدلنا کیسا؟

سوال کیا قرآنی یا مسنون دعا میں صیغہ بدلا جا سکتا ہے؟
مثلاً **یا حيّ یا قیوم برحمتك أستغیث** کو **نستغیث** پڑھنا؟

(ایک سائلہ)

الجواب بہتر یہی ہے کہ قرآن و حدیث میں وارد دعاؤں کو اسی صیغے میں پڑھا جائے جس میں وہ وارد ہیں، لیکن دو دلیلوں کی رُو سے کبھی کبھار صیغہ بدلنا یعنی واحد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کر لینا بھی جائز ہے۔

۱: اگر امام ہے تو دعائے قنوت میں صرف اپنے لئے ہی دعا نہ مانگے بلکہ اپنے مقتدیوں کو بھی اپنی دعا میں شریک کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا یؤم رجل قومًا فیخصّ نفسه بالدعاء دونهم فإن فعل فقد خانهم))

کوئی آدمی بھی لوگوں کو نماز پڑھاتے وقت ان کے علاوہ صرف اپنے لئے دعا (دعائے قنوت) نہ مانگے اور اگر اس نے ایسا کیا تو خیانت کی۔

(سنن ابی داود: ۹۰ وسندہ حسن، سنن ترمذی: ۳۵۷، سنن ابن ماجہ: ۶۱۹، ۹۲۳)

۲: رسول اللہ ﷺ نے تشہد میں دعا کے بارے میں فرمایا:

"**ثم لیتخیّر من الدعاء أعجبه إلیه فیدعو**" پھر جو دعا بھی پسند ہو تو وہ مانگے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد ولیس بواجب ح ۸۳۵)

جب تشہد میں، عربی زبان میں کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے تو قنوت میں بدرجۂ اولیٰ دوسری دعا جائز ہے۔ تشہد میں "**السلام علیك أیها النبي**" کے صیغے کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعض صحابۂ کرام نے "**السلام علی النبي**" سے بدل دیا تھا۔

(دیکھئے صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب الاخذ بالیدین ح ۶۲۶۵)

ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت مسنون دعا کا صیغہ بدلنا جائز ہے۔

جھوٹی قسم کا کفارہ

سوال اگر کسی نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھالی، بعد میں احساس ہوا تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ (ایک سائلہ)

الجواب سب سے پہلے عرض ہے کہ جھوٹی قسم کھانا حرام ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (۲۴۱۶، ۲۴۱۷) اور صحیح مسلم (۱۳۸) وغیرہما کی احادیث سے ثابت ہے اور غلط کام کی قسم کھا لینا بھی ناجائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ نَذَرَ أن يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَ مَنْ نَّذَرَ أَن يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ .)) جس شخص نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔ (موطأ امام مالک بتحقیقی، روایۃ ابن القاسم ص ۲۸۱ ح ۱۸۸، صحیح بخاری: ۶۶۹۶)

اب رہا یہ سوال کہ جھوٹی اور نافرمانی والی قسم کھانے والے پر کوئی کفارہ ہے یا نہیں؟

تو اس بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں:

① کفارہ نہیں ہے۔

② کفارہ ہے۔

اور ہماری تحقیق میں یہی دوسرا قول راجح ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَ كَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ .))

نافرمانی میں کوئی نذر نہیں اور اس (نافرمانی والی نذر) کا وہی کفارہ ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الایمان والنذور کفارۃ النذر ۷/ ۲۷ ح ۳۸۶۹ وسندہ صحیح)

امام ابوداود نے اس حدیث پر "من رأى عليه كفّارة إذا كان في معصية" [جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کفارہ ہے، اگر (قسم) نافرمانی (گناہ) میں (بھی) ہو۔] کا باب باندھا ہے۔ (قبل ح ۳۲۹۰)

ایک عورت نے آ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔ الخ (موطأ امام مالک، روایۃ یحییٰ ۲/ ۴۷۶ ح ۱۰۴۸، وسندہ صحیح، الاتحاف الباسم ص ۲۸۱)

ثابت ہوا کہ غلط اور جھوٹی قسم پر عمل کرنا حرام ہے، لیکن اس قسم کا کفارہ دینا پڑے گا، اور امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے بھی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: " و من حلف عامدًا للكذب فقال: والله! لقد كان كذا و كذا ولم يكن أو والله! ما كان كذا و قد كان، كفّر و قد أثم و أساء حيث عمد الحلف بالله باطلاً، فإن قال: و ما الحجة في أن يكفّر و قد عمد الباطل؟ قيل: أقربها قول النبي ﷺ: ((فليأت الذي هو خير و ليكفّر عن يمينه .)) فقد أمره أن يعمد الحنث ."

جس شخص نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو کہا: اللہ کی قسم! اس طرح اس طرح ہوا ہے اور اس طرح ہوا نہیں تھا یا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوا اور (حالانکہ) ایسا ہوا تھا، وہ کفارہ دے گا اور اس نے گناہ کیا اور باطل بات پر اللہ کی قسم کھا کر بُرا کام کیا۔ اگر کہا جائے کہ باطل کے ارادے پر (جھوٹی قسم کے) کفارے کی دلیل کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث: پس اچھی بات پر عمل کرنا چاہئے اور اپنی قسم کا کفارہ دینا چاہئے، اس کی اقرب ترین دلیل ہے، کیونکہ آپ نے اسے قسم توڑنے کا حکم دیا ہے۔

(کتاب الام ج ۷ ص ۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۳۶)

امام شافعی کی بیان کردہ حدیث صحیح بخاری (۶۶۲۳) اور صحیح مسلم (۱۶۴۹، ۱۶۵۲) وغیرہما میں مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

خلاصۃ الجواب یہ ہے کہ ایسی حالت میں قسم توڑنا ضروری ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا اور یہ دس مسکینوں کو (عام) کھانا کھلانا، یا کپڑے پہنانا ہے اور یہ نہ ہو سکے تو پھر تین روزے رکھنا ضروری ہے۔ (دیکھئے سورۃ المائدہ: ۸۹)

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور حیاتِ برزخیہ

سوال رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں برزخی حیات سے متعلق علمائے اہلِ سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

الجواب رسول اللہ ﷺ وفات کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے جیسا کہ "خرج رسول اللہ ﷺ من الدنیا" والی حدیث سے ثابت ہے۔
دیکھئے صحیح بخاری (۵۴۱۴)

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں عالم برزخ میں زندہ ہیں جیسا کہ حافظ ذہبی نے فرمایا: اور آپ (ﷺ) اپنی قبر میں برزخی طور پر زندہ ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۹/۱۶۱، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۲۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: "لِأَنَّهُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَإِنْ كَانَ حَيًّا فَهِيَ حَيَاةٌ أُخْرَوِيَّةٌ لَا تَشْبَهُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ"

بے شک آپ (ﷺ) اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں، لیکن یہ اُخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم (فتح الباری ۷/۳۴۹ ح ۴۰۴۲)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں، لیکن آپ کی یہ زندگی اُخروی اور برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پر وفات نہیں آئی یا آپ دنیاوی طور پر زندہ ہیں، ان لوگوں کی یہ دونوں باتیں قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت نہیں اور نہ اکابر علمائے اہلِ سنت سے ہی اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، لہٰذا یہ عقیدہ غلط ہے۔

سعودی عرب کے مشہور شیخ صالح الفوزان نے کہا: جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی برزخی زندگی دنیا کی طرح ہے وہ شخص جھوٹا ہے۔ یہ من گھڑت باتیں کرنے والوں کا کلام ہے۔
(التعلیق المختصر علی القصیدۃ النونیہ، ج ۲ ص ۶۸۴)

حافظ ابن قیم نے بھی ایسے لوگوں کی تردید کی ہے جو برزخی حیات کے بجائے دنیاوی حیات کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ (دیکھئے النونیہ، فصل فی الکلام فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم ۲/۱۵۴، ۱۵۵)

امام ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

نام ونسب: ابوعبداللہ محمد بن یزید، ابن ماجہ القزوینی الربعی الحافظ رحمہ اللہ
آپ کے والد یزید کا لقب ماجہ تھا۔ (دیکھئے التدوین فی اخبار قزوین للخلیلی ۲/ ۴۹)
آپ بنو ربیعہ کے موالی میں سے ہونے کی وجہ سے ربعی تھے۔

ولادت: ۲۰۹ھ

اساتذہ: ابوالحسن علی بن محمد الطنافسی، مصعب بن عبداللہ الزبیری، ابراہیم بن المنذر الحزامی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ابومصعب الزہری، عثمان بن ابی شیبہ، ہشام بن عمار اور عبدالرحمٰن بن ابراہیم: دحیم وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تلامذہ: احمد بن ابراہیم القزوینی، ابوالطیب احمد بن روح الشعرانی البغدادی، جعفر بن ادریس اور ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ القزوینی القطان وغیرہم۔ رحمہم اللہ

ابوالحسن ابن القطان القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۵ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی ہیں اور آپ کے بارے میں حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) نے فرمایا:
"وهو حافظ ثقة مأمون، إمام علّامة في فنون من التفسير والحديث والفقه والنحو ولغة العرب..." اور آپ حافظ ثقہ مامون ہیں اور تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور عربی لغت میں امام وعلامہ ہیں۔ (التبیان لبدیعۃ البیان ۲/ ۹۷۱ ت ۸۰۲)

تصانیف: سنن ابن ماجہ، التفسیر، التاریخ

علمی مقام وتوثیق: آپ کی امامت اور توثیق پر اتفاق ہے۔

۱: حافظ ابو یعلیٰ الخلیلی رحمہ اللہ نے فرمایا: "وهو إمام من أئمة المسلمين، كبير متقن، مقبول بالاتفاق" اور آپ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام، بڑے ثقہ،

بالاتفاق مقبول تھے۔ (التدوین فی اخبار قزوین ج ۲ ص ۴۹)

۲: ابن الجوزی نے فرمایا: "وکان عارفاً بھذا الشأن" اور آپ اس علم (حدیث) کے ماہر تھے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج ۱۲ ص ۲۵۸ ت ۱۷۹۲)

۳: حافظ ذہبی نے فرمایا: "کان ابن ماجه حافظاً صدوقاً ثقة فی نفسه، وإنما نقص کتابه بروایته أحادیث منکرة فیه" ابن ماجہ حافظ صدوق (اور) بذاتِ خود ثقہ تھے، ان کی کتاب میں نقص تو منکر روایات درج کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

(تاریخ الاسلام ج ۲۰ ص ۴۶۸)

۴: حافظ ابن ناصر الدین نے فرمایا: "وھو حافظ نبیل، ثقة کبیر"

اور آپ حافظ شریف، عظیم ثقہ ہیں۔ (التبیان لبدیعۃ البیان ج ۲ ص ۸۱۶ ت: ۶۳۰)

۵: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: "أحد الأئمة، حافظ" (تقریب التہذیب: ۶۴۰۹)

آپ نے علم حدیث کے لئے بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام، مصر اور رَے کے سفر کیے۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۶/ ۵۶۸)

سنن ابن ماجہ: آپ کی کتاب سنن ابن ماجہ کتبِ ستہ میں شامل ہے اور محمد فواد عبدالباقی کی ترقیم سے اس میں ۴۳۴۱ روایات موجود ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ امام ابن ماجہ نے امام ابوزرعہ الرازی کے سامنے سنن ابن ماجہ پیش کی تو انھوں نے اس کتاب کی بہت تعریف کی۔ (دیکھئے شروط الائمۃ الستۃ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۵۴، تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۶/ ۲۷۲، التقیید لابن نقطہ ۱/ ۱۲۶)

یہ روایت ابوحاتم احمد بن الحسن بن محمد بن خاموش الرازی سے منقول ہے، لیکن ابن خاموش کی امام ابوزرعہ سے ملاقات نہیں، لہٰذا یہ روایت منقطع اور غیر ثابت ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابن ماجہ نے فرمایا: میں نے اس سنن کو جب امام ابوزرعہ کے سامنے پیش کیا تو وہ اس کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو یہ (حدیث کی موجودہ) تصانیف یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔

(محمد عبدالرشید نعمانی تقلیدی کی کتاب: امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۲۷۔۱۲۸، تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۳۶)

یہ روایت علی بن عبداللہ بن الحسن الرازی (؟) نے کسی غیر کے خط سے نقل کی ہے۔

(دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۶/ ۲۷۱۔۲۷۲)

اور یہ "غیر" مجہول ہے، لہٰذا یہ روایت بھی ثابت نہیں اور حافظ ذہبی نے بھی "إن صحّ" کہہ کر اس قول کے غیر ثابت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۷۹)

نعمانی جیسے لوگ بغیر کسی تحقیق کے طومار کے طومار نقل کر کے بڑی بڑی کتابیں لکھ دیتے ہیں مگر اس بات کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ اپنے مذکورہ حوالوں کی تحقیق ہی کر لیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "قلت: قد کان ابن ماجه حافظاً ناقداً صادقاً واسع العلم، وإنما غضّ من رتبة سننه مافي الکتاب من المناکیر وقلیل من الموضوعات.." میں نے کہا: ابن ماجہ حافظ ناقد صادق (اور) وسیع علم والے تھے، ان کی کتاب السنن کا رتبہ تو صرف اس چیز نے نے گھٹا دیا کہ ان کی کتاب میں مناکیر روایتیں اور تھوڑی سی موضوع روایتیں (بھی) ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۷۸۔۲۷۹)

حافظ ذہبی نے مزید لکھا ہے: "قلت: سنن أبي عبد اللّٰه کتاب حسن، لولا ما کدره أحادیث واهیة لیست بالکثیرة." میں نے کہا: ابوعبداللہ (ابن ماجہ) کی سنن اچھی کتاب ہے، اگر وہ سخت ضعیف روایات سے اسے گدلا نہ کرتے، یہ بہت زیادہ نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۳۶ ت ۶۵۹)

راقم الحروف کی تحقیق میں سنن ابن ماجہ میں بہت سی موضوع روایات موجود ہیں۔

مثلاً دیکھئے: انوار الصحیفہ ص ۳۷۶ (ح ۳۹، ۵۵، ۶۵) ص ۳۸۰ (ح ۱۴۱۷) ص ۳۸۴ (ح ۲۴۸۳) وغیر ذلک

لہٰذا مؤرخ ابن خلکان کا سنن ابن ماجہ کے بارے میں یہ قول: "کتابه في الحدیث أحد الصحاح الستة" اور حدیث میں آپ کی کتاب صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔

(تاریخ ابن خلکان ۴/ ۲۷۹ ت ۶۱۴)

تساہل پر محمول ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ کی اکثر روایات صحیح وحسن ہیں، یعنی یہ قول ''تغلیباً'' پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

محدث خلیلی کے قول ''ویقرن سننہ بالصحیحین وسنن أبي داود[و]النسائی وجامع الترمذی''

[اور آپ کی کتاب کو صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ترمذی کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔] (التدوین فی أخبار قزوین ۲/۴۹) کا یہ مطلب ہے کہ یہ کتاب کتبِ ستہ میں شامل ہے اور یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سنن ابن ماجہ کی تمام روایات صحیح یا حسن ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں حسنِ ترتیب واسانید نادرہ کی وجہ سے یہ بڑی خوبی ہے کہ ایک ہی مقام پر ایک عنوان کی بہت سی روایات مل جاتی ہیں اور اس طرح سے مافی الباب والی روایات کی تلاش آسان ہو جاتی ہے۔

شروحِ سنن ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں، جن میں بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱: شرح سنن ابن ماجہ، تصنیف: مغلطائی حنفی (متوفی ۷۶۲ھ)

یہ کتاب مطبوع ہے۔

۲: ماتمس الیہ الحاجۃ، تصنیف: ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ)

۳: الدیباجہ فی شرح سنن ابن ماجہ، تصنیف: محمد بن موسیٰ الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ)

۴: مصباح الزجاجہ، تصنیف: جلال الدین السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

۵: شرح سنن ابن ماجہ، تصنیف: ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندھی (متوفی ۱۱۳۸ھ)

یہ مطبوع ہے۔

۶: انجاز الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ، تصنیف: محمد علی جانباز (متوفی ۱۴۲۹ھ)

یہ شرح بارہ (۱۲) جلدوں میں مطبوع ہے اور مذکورہ تمام شروح عربی زبان میں ہیں۔

اس کتاب (انجاز الحاجۃ) کا اب جدید ایڈیشن نو (۹) جلدوں میں مطبوع ہے۔

سنن ابن ماجہ کے کئی حواشی بھی لکھے گئے ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ عبدالرشید نعمانی نے بھی لکھا ہے۔ (دیکھئے امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۶)

عبدالغنی دہلوی (متوفی ۱۲۹۵ھ) نے انجاح الحاجہ کے نام سے سنن ابن ماجہ کا ایک حاشیہ لکھا ہے، جو کہ مطبوع ہے اور عبدالرشید نعمانی نے آلِ تقلید کی وکالت کرتے ہوئے "ماتمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه" کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا ہے، جو کہ مطبوع ہے۔

شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل الکنانی البوصیری القاہری (متوفی ۸۴۰ھ) نے زوائد سنن ابن ماجہ (مصباح الزجاجہ) کو ایک مجلد میں مرتب کیا ہے اور روایات پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام بھی کیا ہے۔ یہ مجلد مطبوع ہے۔

حافظ ذہبی نے "المجرد فی اسماء رجال سنن ابن ماجہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں صحیحین کے علاوہ سنن ابن ماجہ کے باقی راویوں کو جمع کیا ہے اور بعض پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام بھی کیا ہے۔ یہ رسالہ چھپ چکا ہے۔

سنن ابن ماجہ کے کئی اردو تراجم (وفوائد) بھی لکھے گئے ہیں، جن میں سے دو کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی صوفی نقشبندی کے مرید وحید الزمان حیدرآبادی نقشبندی نے "رفع الحاجہ عن ترجمہ سنن ابن ماجہ" کے نام سے سنن ابن ماجہ کا ترجمہ وفوائد لکھے، لیکن یہ فوائد وحید الزمان اور اس کے شاذ تفردات کی وجہ سے قابلِ اعتماد نہیں۔

۲: مولانا عطاء اللہ ساجد کے ترجمہ وفوائد کے ساتھ دارالسلام کی "سنن ابن ماجہ (مترجم)" اس کتاب میں بعض مقامات پر صحیح احادیث کو ضعیف اور ضعیف روایات کو صحیح قرار دینے کی بلا دلیل کوشش کی گئی ہے، نیز کئی مقامات پر یہ کتاب چوں چوں کا مربہ ہے۔

چونکہ راقم الحروف سے اس کتاب کے ہر ایڈیشن کی نظرِ ثانی کروا کر دستخط نہیں لئے گئے، لہٰذا میں اس مطبوعہ نسخے کا ذمہ دار نہیں۔

وفات: امام ابن ماجہ ۲۲/ رمضان ۲۷۳ھ کو بروز سوموار، چونسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اوران کے بھائی ابوبکر نے بروز منگل ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اورتدفین فرمائی۔

(دیکھئے شروط الائمۃ الستہ ص ۲۴۔۲۵)

رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے صحیح ہونے پر اجماع

امام محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) نے فرمایا: ''وبيننا وبينهم في هذه المسائل في التحليل والتحريم ما أُخرِجَ في الصحيحين لأبي عبدالله البخاري ولأبي الحسين مسلم النيسابوري، الذي أجمع المسلمون على قبول ما أخرج في كتابيهما، أوما كان على شرطهما ولم يخرجاه، رضوان الله عليهما.'' حلال اورحرام کے ان مسائل میں ہمارے اوران لوگوں کے درمیان وہ (حدیثیں) ہیں جو صحیحین میں درج ہیں، ابوعبداللہ البخاری کی صحیح بخاری اورابوالحسین مسلم النیسابوری کی صحیح مسلم، جن کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان کتابوں میں موجود تمام روایات مقبول ہیں اور جو روایات صحیحین میں نہیں، لیکن بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہیں تو وہ بھی مقبول ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

(صفوۃ التصوف نسخہ مطبوعہ ص ۲۹۹، دارالمنتخب العربی، قلمی ص ۳۷ ب بحوالہ مقدمہ منتخب المنثور من الحکایات والسوالات لعبدالرحمٰن بن حسن بن قائد ص ۲۸۹، دوسرا نسخہ ورقہ ۸۷۔۸۸ بحوالہ احادیث الصحیحین بین الظن والیقین ص ۲۰ للشیخ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ)

محمد بن طاہر عرف ابن القیسرانی سے پہلے ابواسحاق الاسفرائینی (متوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی کتاب ''اصول الفقہ'' میں یہ صراحت کی کہ صحیحین کی روایات اصول اورمتون کے لحاظ سے قطعی الصحت (یقینی صحیح) ہیں اوران احادیث کو (پوری) امت کی تلقی بالقبول (یعنی اجماع) حاصل ہے۔ (ملخصاً از احادیث الصحیحین بین الظن والیقین ص ۱۹)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند اور تنقیص آئمہ رحمہم اللہ

[اس مضمون میں تیس (۳۰) سے زیادہ ایسے حوالے پیش کیے گئے ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آلِ دیوبند یعنی غالی تقلیدی اور اسلاف بیزار دیوبندیوں نے محدثین کرام (مثلاً امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ) بلکہ اپنے بعض علماء کی بھی تنقیص کر رکھی ہے:]

۱) محدثین کرام کی تنقیص:

آلِ دیوبند کے "شیخ الحدیث" محمد زکریا تبلیغی جماعت والے نے کہا:

"ان محدثین کا ظلم سنو! جیسا کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم ظلم برداشت کرتے ہیں"

(تقریر بخاری ص ۵۱۲، جلد سوم ص ۱۰۴)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے زکریا صاحب کی اس عبارت کو جھوٹ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: "نہ تو محدثین نے ظلم کیا ہے اور نہ طحاوی نے کہیں یہ فرمایا ہے کہ "ہم ظلم برداشت کرتے ہیں"...." (الحدیث حضرو ۵۰ ص ۲۰)

۲) محدثین کرام کی تنقیص:

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے محدثین کے متعلق لکھا ہے:

"باوجود اس جزوی اور فروعی اختلاف کے ہمارے لیے وہ قابلِ صد احترام ہیں جہاں انہوں نے سونے کی بوریاں کمائیں مٹھی خاک کی بھی ان میں ڈال دی...."

(احسن الکلام ۲/ ۱۰۶، دوسرا نسخہ ۲/ ۱۱۷)

۳) آلِ دیوبند اور امام بخاری رحمہ اللہ کی تنقیص:

"امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: "لطیفہ... امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر اس طرح باب باندھا ہے: باب جھر المأموم بالتامین ۔ یعنی مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان، لیکن حدیث میں جہر کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ وہی مثال ہے کہ کسی بھوکے سے

پوچھا گیا دو اور دو تو اس نے کہا چار روٹیاں،'' (جزء القراءۃ مترجم امین اوکاڑوی ص ۱۷۰۔۱۷۱)

اوکاڑوی نے ایک اور جگہ لکھا ہے: ''امام بخاریؒ نے پہلی سند میں حجر بن عنبس لکھا ہے، لیکن اس روایت میں حجر کی ولدیت بیان نہیں کی کیونکہ یہ محمد بن کثیر کی سند میں حجر ابی العنبس ہے (ابوداود ج ا ص ۱۴۱) امام بخاریؒ حجر ابی العنبس کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے شعبہ کی حدیث خفض بھا صوتہ کو رد کر دیتے ہیں۔ جب یہ شعبہ کی سند میں غلط ہے تو یقیناً محمد بن کثیر کی سند میں بھی غلط ہے۔ اس عیب کو چھپانے کے لئے امام بخاریؒ نے صرف حجر لکھا اور حجر ابی العنبس نہیں لکھا۔...'' (جزء القراءۃ ص ۱۷۱۔ ۱۷۲، مترجم امین اوکاڑوی)

اوکاڑوی نے ایک اور جگہ لکھا ہے: ''مگر امام بخاریؒ نے لفظ بدل کر رکعتین کر دیا۔ یہ بات امام بخاریؒ کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔'' (جزء القراءۃ ص ۲۴۶، مترجم امین اوکاڑوی)

اوکاڑوی نے ایک اور جگہ لکھا: ''جب امام بخاریؒ کا مسلک ان کے خلاف ہے (سجدوں کی رفع یدین کے مسئلہ میں) تو ان کے نام اپنی تائید میں پیش کرنا یہ قارئین کو مغالطہ میں ڈالنا ہے جو علمی شان کے خلاف ہے۔'' (جزء رفع یدین ص ۲۵۴، مترجم امین اوکاڑوی)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض محدثین کے متعلق لکھا تھا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے لیکن اوکاڑوی کے خیال میں وہ محدثین سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے، بقول اوکاڑوی ان محدثین کا عمل امام بخاری رحمہ اللہ کے خلاف تھا۔ اس لئے اوکاڑوی نے امام بخاری رحمہ اللہ کو مغالطہ ڈالنے والوں میں شمار کیا۔ (نعوذ باللہ)

رفع یدین کی ایک حدیث جو صحیح بخاری (ج ا ص ۱۰۲) میں موجود ہے، اس کا انکار کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ''اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ اذا قام من الرکعتین یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔''

(فتوحات صفدر ۱/۱۵۳، دوسرا نسخہ ۱/۱۳۱)

قارئین کرام! آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ پر امین اوکاڑوی کے اعتراضات تو پڑھ لئے، اب اوکاڑوی کی دورُخی بھی ملاحظہ فرمالیں:

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حالانکہ آنحضرت ﷺ جب بیعت لیتے تو اس میں ایک یہ بھی شرط فرماتے: ان لا ننازع الامر اھلہ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۵) کہ ہم جس فن کے نااہل ہوں اہلِ فن سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ آج ترک تقلید نے لوگوں کو ایسا مادر پدر آزاد کر دیا ہے کہ کوئی منکرِ حدیث امام بخاری کی غلطیاں نکال رہا ہے، کوئی منکرِ فقہ ابوحنیفہ پر برس رہا ہے، کوئی منکر صحابہ ابوبکرؓ پر مشق ستم کر رہا ہے اور سب کی ایک ہی آواز ہے کہ یہ کوئی معصوم تھے؟ ہم کہتے ہیں معصوم تو نہیں تھے مگر اپنے اپنے فن کے ماہر ضرور تھے اور آپ اعتراض کرنے والے نہ معصوم ہیں نہ ماہر، بلکہ محض اناڑی، جیسے ڈاکٹر اگرچہ معصوم نہیں لیکن اسے آپریشن کی اتھارٹی ہے، اب کوئی لوہار آپریشن شروع کر دے تو وہ قانونی مجرم ہے.... اسلامی حکومتوں میں کبھی ایسے نااہلوں کو دین کا پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔''

(تجلیات صفدر ۶/ ۱۹۵)

امام بخاری رحمہ اللہ کی تعریف میں الیاس گھمن دیوبندی کے رسالہ ''قافلۂ حق'' میں لکھا ہوا ہے: ''امام بخاریؒ م ۲۵۶ھ یہ صحاح ستہ کے مشہور امام و محدث ہیں آئمہؒ نے ان کو ثقہ بالاجماع قرار دیا ہے...'' (قافلہ... جلد ۲ شمارہ ۲ ص ۳۵)

ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے لکھا ہے: ''امام بخاریؒ بہت بڑے محدث ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے مسائل میں ان کی تحقیق بہت کمزور ہوتی ہے اب یہی دیکھئے کہ دونوں حدیثوں کو اشارہ عندالسلام سے متعلق قرار دینا امام بخاری کی نری زبردستی ہے...''

(ارمغان حق ج ۲ ص ۱۷۴)

ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی غلطیاں نکالی ہیں اور امام بخاری کی غلطیاں نکالنے والے پر اوکاڑوی کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں، اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ آلِ دیوبند اس امام کا نام تو بتائیں جو امام بخاری رحمہ اللہ جیسا ہو اور اس نے ابوبکر

غازیپوری دیوبندی والا معنی بیان کیا ہو۔

ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے خود لکھا ہے: ''...اور غالباً اسی کا نتیجہ تھا کہ امام بخاری جیسا جلیل القدر محدث اور فن حدیث کا امام جس کی شہرت سے عالم اسلام گونج رہا تھا اور جس کے شاگردوں کی تعداد ہزار ہا ہزار تھی اپنی عمر کے آخر ایام میں بہت بے قیمت اور بے حیثیت ہو گیا تھا...'' (ارمغان حق جلد دوم ص ۲۴۷)

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے موٹے قلم سے لکھا ہے: ''حضرت امام بخاریؒ کی بے چینی'' (نور الصباح ص ۱۵۴)

۴) آل دیوبند اور امام مسلم رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''امام مسلمؒ نے ایک چھلانگ اور لگائی اور ان دو کے ساتھ ایک مسافر صحابی حضرت وائل بن حجرؓ اور تلاش کر لیا۔ لیکن...'' (تجلیات صفدر ۷/۹۴)

۵) آل دیوبند اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی تنقیص:

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے: ''امام ترمذیؒ نے آئمہ کرام کے مسلک کو خلط ملط کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے علامہ عینیؒ جیسا شخص بھی پٹڑی سے اتر گیا ہے...''

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۴)

امین اوکاڑوی نے امام ترمذی رحمہ اللہ پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے:

''امام ترمذیؒ کا کمال:۔

امام ترمذیؒ نے ج ۱/ص ۲۹ پر جہاں یہ راوی کسی دوسرے راوی کا مخالف نہ تھا، اس کا ضعیف ہونا امام مالکؒ اور امام بخاریؒ سے نقل کیا اور اس ضعف کو برقرار رکھا مگر جب یہی راوی رفع یدین کی حدیث میں آ گیا اگرچہ وہ ابن جریج اور کئی سندوں کا مخالف ہے مگر اس حدیث کو حسن صحیح قرار دے دیا۔

جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے'' (جزء رفع یدین مترجم اوکاڑوی ص ۲۴۵)

نااہل اور اہل کے درمیان جھگڑے پر تبصرہ خود اوکاڑوی کے حوالہ سے پہلے نقل کر دیا

گیا ہے اور اوکاڑوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ محدثین کی غلطیاں نا اہل منکرینِ حدیث نکالتے ہیں۔

۶) امام احمد بن سعید دارمی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام احمد بن سعید بن صخر دارمی رحمہ اللہ ثقہ امام ہیں اور صحیح بخاری وصحیح مسلم کے راوی ہیں، لیکن امین اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے:

''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے۔''

(تجلیات صفدر مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۰۲، طبع فیصل آباد ۲/ ۳۴۸۔۳۴۹)

حالانکہ امام دارمی رحمہ اللہ کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ثقة حافظ''

(تقریب التہذیب: ۳۶)

اور ان کا مجسمہ فرقے سے ہونا قطعاً ثابت نہیں اور نہ ان کا بدعتی ہونا ثابت ہے۔

۷) امام بیہقی رحمہ اللہ کی تنقیص:

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے: ''قارئین کرام اس عبارت میں حضرت امام بیہقی نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا ہے...'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۳۶۔۱۳۷)

سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''امام بیہقی علیہ الرحمۃ کو کیا مصیبت درپیش ہے کہ وہ ان لایعنی اور بے سند باتوں اور تارِ عنکبوت سے معمرؒ کی صحیح روایت کو رد کر کے اصول شکنی کرتے ہیں؟...'' (احسن الکلام ۱/ ۲۸۵، دوسرا نسخہ ۲۲۹)

سرفراز صفدر نے ایک اور جگہ لکھا ہے: ''اگر امام بیہقیؒ کی طبیعت صحیح حدیث کو نہیں مانتی تو نہ مانے۔ صحیح حدیث کو ماننے والے بھی دنیا میں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں اور...''

(احسن الکلام ۱/ ۲۹۵، دوسرا نسخہ ص ۲۲۸)

سرفراز صفدر نے ایک اور جگہ لکھا ہے: ''...امام بیہقیؒ نے امام مسلمؒ کی ایک عبارت میں مغالطہ دینے کی سعی فرمائی ہے۔'' (احسن الکلام ۱/ ۳۵۱، دوسرا نسخہ ص ۲۸۳ حاشیہ)

فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب وہ

حدیث جس کی بنیاد پر امام بیہقی نے یہ رام کہانی گھڑی ہے...'' (خاتمۃ الکلام ص ۲۹۰)

جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''**هو الحافظ العلامة الثبت ، شيخ الإسلام**'' (سیر اعلام النبلاء ۱۸/۱۶۳)

سرفراز صفدر نے ایک جگہ لکھا ہے: ''ایک اور بات اس روایت کے بارے میں امام بیہقیؒ سے نکلی ہے، وہ بھی بہت ہی عجیب ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے۔ اگر کوئی روایت صرف امام بیہقیؒ کے منکر کہنے سے منکر ہو جایا کرتی ہے تو پھر ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔'' (احسن الکلام ۱/ ۲۹۵، دوسرا نسخہ ص ۲۳۸)

نا اہل اور اہل فن کے جھگڑے کے متعلق جو تبصرہ اوکاڑوی دیوبندی نے کیا ہے، اسے فقرہ نمبر ۳ کے تحت دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

۸) امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تنقیص:

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے: ''خطیب بغدادی عجیب آدمی ہے''

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۵۳)

محمد ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے لکھا ہے: ''بعض باتیں تو خطیب بغدادی کی بہت ہی عجیب وغریب ہیں جن سے ان کی دیانت وثقاہت سخت مجروح ہو جاتی ہے، مثلاً...''

(ارمغان حق ۲/ ۲۶۷)

جبکہ رب نواز دیوبندی نے لکھا ہے: ''...صاحب کا حافظ ابن عبد البر اور خطیب بغدادی جیسی علمی شخصیت سے اختلاف کرنا حقیقت کو مسخ نہیں کر سکتا''

(مجلہ صفدر گجرات عدد ۷ ص ۴۶)

اور آل دیوبند کے لئے کشادہ ہیں راہیں!!!

محمد تقی عثمانی صاحب دیوبندی نے بھی امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تعریف میں کہا ہے: ''نیز خطیب بغدادیؒ جو سنن ابی داؤد کے اصل راوی ہیں وہ بھی فرماتے ہیں''

(درس ترمذی ۳/ ۳۰۹)

۹) امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تنقیص:

مشہور ثقہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بارے میں حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے: ''جس سے دارقطنیؒ کی عصبیت وناانصافی ظاہر ہوتی ہے'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۰۶)

یہ مشہور ثقہ امام ہیں اور سرفراز خان صفدر نے ان کی بیان کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے: ''علامہ ذہبی ان کو الامام شیخ الاسلام اور حافظ زمان لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۳ ص ۱۸۳)'' (احسن الکلام ۱/۳۵۶)

اور کوثری نام نہاد حنفی نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کو ''مسکین اندھا'' کہا۔

دیکھئے تانیب الخطیب (اردو ترجمہ از قارن ص ۳۸۵ سطر نمبر ۹)

۱۰) امام ابوعلی الحافظ رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام ابوعلی الحافظ رحمہ اللہ کی روایت سے سرفراز صفدر دیوبندی نے استدلال کیا اور ان کو ثقہ ثابت کرنے کے لئے لکھا: ''خطیبؒ لکھتے ہیں کہ وہ حفظ اتقان، ورع، مذاکرۂ ائمہ اور کثرت تصنیف میں گوئے سبقت لے گئے تھے (بغدادی جلد ۸ ص ۷۱) ذہبیؒ ان کو الامام، الحافظ اور محدثِ اسلام لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۳ ص ۱۱۰)'' (احسن الکلام ۱/ ۱۳۵، دوسرا نسخہ ۱۰۴)

لیکن اس کے باوجود حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے لکھا ہے:

''ابوعلی الحافظ ظالم ہے'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۰۴)

نااہل اور اہلِ فن کے درمیان جھگڑے کے متعلق جو تبصرہ اوکاڑوی نے کیا ہے، اسے فقرہ نمبر ۳ سے دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

۱۱) امام حمیدی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام حمیدی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں اور مسند حمیدی کے مصنف ہیں۔ آلِ دیوبند نے مسند حمیدی میں تحریف کرکے رفع یدین کی ایک روایت کو ترکِ رفع یدین کی ''دلیل'' بنالیا ہے، اس لئے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے:

''مسند الحمیدی حضرت امام بخاریؒ کے استاد محترم الامام الحافظ الفقیہ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر

المکیؒ (المتوفی ۲۱۷ھ) کی تالیف ہے۔" (مجذوبانہ واویلا ص ۳۰۴)

مزید توثیق کے لئے دیکھئے اسی مجذوبانہ واویلے کا صفحہ نمبر ۳۰۵

لیکن امین اوکاڑوی نے اپنی تائید میں اپنے ہی ایک غالی مقلد "مُلاں" کوثری کے حوالے سے امام حمیدی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے: "اسی لئے شیخ کوثریؒ تانیب الخطیب ص ۳۶ پر حمیدی کے بارے میں فرماتے ہیں: " شدید التعصب و قاع " بہت متعصب اور الزام تراش تھا۔" (دیکھئے تجلیات صفدر ۲/۶۹ جرح وتعدیل)

اوکاڑوی نے اپنے "ملاں" کے لئے تو شیخ اور "رح" کی علامت لکھی، لیکن امام حمیدی رحمہ اللہ کے لئے کچھ بھی نہیں لکھا، بلکہ یہ لکھا ہے کہ "وہ عبداللہ بن زبیر حمیدی ہے جو احناف سے تعصب رکھتا تھا..." (تجلیاتِ صفدر ۲/۶۹)

قارئین کرام! اس کا فیصلہ آپ خود ہی کر لیں کہ کیا الزام تراش آدمی ثقہ ہو سکتا ہے؟ اور یاد رہے کہ نیموی تقلیدی نے امام عبداللہ بن الزبیر الحمیدی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے: "ثقة حافظ إمام" (حاشیہ آثار السنن تحت ح ۳۶ ص ۱۷)

۱۲) امام ابن عدی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: "ابن عدی جرجانی ... یہ نہایت متعصب تھے ... لیکن امام محمد جن کی کتابیں پڑھ کر ابن عدی امام بنا، اسی کے خلاف زبان درازی خوب کی..."

(تجلیات صفدر ۲/۷۱)

لیکن ایک دوسری جگہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کا قول جب اوکاڑوی کی طبیعت کے مطابق تھا تو اوکاڑوی نے ائمہ جرح وتعدیل کے طبقات بھی بنائے، اور لکھا:

"متشددین:۔

شعبہ۔ ابوحاتم۔ نسائی۔ ابن معین۔ یحییٰ القطان۔ ابن حبان۔ ابن جوزی۔ ابن تیمیہ وغیرہ

متعصبین:۔ جوزجانی۔ ذہبی۔ بیہقی۔ دارقطنی۔ خطیب وغیرہ

متساہلین:۔ ترمذی، حاکم وغیرہ

معتدلین: احمد۔ ابن عدی وغیرہ'' (تجلیات صفدر ۱۷۶/۳)

تنبیہ: ابن فرقد شیبانی پر صرف امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ہی جرح نہیں کی بلکہ اور بھی بہت سے محدثین نے جرح کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو شمارہ نمبر ۷

۱۳) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا: ''ابن حزم جھوٹا ہے'' (فتوحات صفدر ۶۳/۲)

جبکہ اوکاڑوی کے برعکس سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''مشہور محدث ابن حزم ظاہریؒ''

(الکلام المفید ص ۸۰)

اور عبدالستار تونسوی دیوبندی کے نزدیک حافظ ابن حزم کا شمار اہل سنت کے علماء اور بزرگان دین میں ہوتا ہے۔ دیکھئے بے نظیر ولا جواب مناظرہ (ص ۶۳)

۱۴) حافظ ابن حبان رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''ابن حبان خراسانی (۳۵۴ھ):

یہ اپنوں سے متساہل اور مخالفین پر متشدد تھا'' (تجلیات صفدر ۷۱/۲)

ان کے متعلق اوکاڑوی نے مزید لکھا ہے: ''اس کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبوت کسبی ہے اس لئے بعض لوگ اس کو زندیق کہتے ہیں، احناف کے خلاف سخت متعصب تھا۔''

(تجلیات صفدر ۷۱/۲)

حالانکہ حافظ ابن حبان رحمہ اللہ مشہور ثقہ امام ہیں اور جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ آل دیوبند کی کتابیں صحیح ابن حبان کی احادیث سے بھری پڑی ہیں۔ مشہور دیوبندی خیر محمد جالندھری نے تو یہاں تک لکھا ہے: ''پہلی قسم: وہ کتابیں جن میں سب احادیث صحیح ہیں جیسے موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن سکن، منتقیٰ ابن جارود۔'' (خیر الاصول فی حدیث رسول ص ۱۱)

۱۵) امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام علی بن عبداللہ المدینی بڑے ثقہ امام ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں۔

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''علی بن عبداللہ المدینیؒ بصری (۲۳۴ھ) امام سفیان ان کو حیۃ الــــوادی کہتے تھے۔ مسئلہ خلق قرآن میں معتزلہ کا ساتھ دیا۔ کبھی سنی کہلاتے کبھی شیعہ۔ (میزان الاعتدال)'' (تجلیات صفدر ۲/ ۶۸)

جس طرح اوکاڑوی نے ان کا تعارف کرایا ہے، ایک عام مسلمان کے دل میں ان کی محبت کیسے پیدا ہوگی؟ جبکہ آل دیوبند کے امام سرفراز صفدر نے ان کی بیان کردہ حدیث سے استدلال کیا اور انھیں ثقہ ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے:

''علیؒ بن عبداللہؒ بن مدینیؒ (المتوفی ۲۳۴ھ) علامہ ذہبیؒ ان کو حافظ العصر قدوہ اور مــــن ارباب ھذا الشان لکھتے تھے۔ (تذکرہ جلد۲ ص ۱۵)

امام نسائیؒ فرماتے ہیں وہ ثقہ مامون اور احد الائمہ فی الحدیث تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۵۶)'' (احسن الکلام ۱/ ۲۳۷ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۱۹۰)

۱۶) مشہور محدث حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی دیوبندی نے مستدرک کے مصنف حاکم رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

''حاکم غالی شیعہ ہے'' (تجلیات صفدر ۱/ ۴۱۶)

اوکاڑوی نے امام حاکم رحمہ اللہ کے متعلق مزید لکھا ہے: ''دوسرا راوی ابو عبداللہ الحافظ رافضی خبیث ہے'' (تجلیات صفدر ۱/ ۴۱۷)

لیکن آل دیوبند کے ''شیخ الاسلام'' محمد تقی عثمانی صاحب نے حاکم رحمہ اللہ کے متعلق کہا: ''بعض حضرات نے ان پر تشیع کا الزام لگایا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں'' (درس ترمذی ۱/ ۶۴)

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''یہ وہی امام ہیں جن کو الحاکم کہتے ہیں اور جن کی کتاب مستدرک شائع ہو چکی ہے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ الحافظ الکبیر اور امام المحدثین تھے (تذکرہ ۳/ ۲۲۷)'' (احسن الکلام ۱/ ۱۰۴، حاشیہ، دوسرا نسخہ ۱/ ۱۳۴۔ ۱۳۵ حاشیہ)

بلکہ خود اوکاڑوی نے دورُخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''امام ابو عبداللہ الحاکم الحافظ الکبیر امام المحدثین، امام اہل الحدیث فی عصرہ العارف

بہ حق معرفتہ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۰۴۳، ۲۳۱، احسن الکلام)'' (تجلیات صفدر ۵/۱۶۲)

امین اوکاڑوی نے تجلیات صفدر (۲/ ۱۰۹) میں امام حاکم رحمہ اللہ کا شمار اہلِ سنت میں کیا ہے۔

۱۷) امام عکرمہ رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام عکرمہ رحمہ اللہ کے متعلق محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''یہ بھی خارجی ہے ابن عباسؓ پر جھوٹ بولتا ہے۔'' (تحفہ اہلحدیث حصہ سوم ص ۶۵)

اوکاڑوی کی جرح کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر (۴/ ۶۱۸)

جھنگوی مذکور کے مقابلے میں سرفراز خان صفدر دیوبندی نے بحوالہ تقریب التہذیب لکھا ہے: ''عکرمہ ثقہ تھے (ایضاً ص ۲۶۸)'' (احسن الکلام ۱/ ۳۱۰ حاشیہ، دوسرا نسخہ ۱/ ۳۸۲)

محمد زکریا صاحب تبلیغی دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے غلام حضرت عکرمہؒ مشہور علماء میں ہیں ... اسی چیز کا اثر تھا کہ پھر عکرمہ غلام حضرت عکرمہؒ بن گئے کہ بحرُ الاُمّہ اور حبر الامّہ کے القاب سے یاد کئے جانے لگے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ تمام تابعین میں زیادہ عالم چار ہیں جن میں سے ایک عکرمہؒ ہیں۔''

(تبلیغی نصاب ص ۱۷۲، حکایات صحابہ ص ۱۷۲، گیارھواں باب حکایت نمبر ۱۵، فضائل اعمال ص ۱۷۲)

نیز آل دیوبند کی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' کے مولف انوار خورشید (اصلی نام نعیم الدین ہے) کی کتاب ''شب برات کی فضیلت'' (ص ۸۵ تا ۸۹) سے شمارہ الحدیث حضرو نمبر ۸۰ ص ۳۰ تا ۳۲ پر امام عکرمہ رحمہ اللہ کے مفصل حالات ذکر کئے گئے ہیں۔ نعیم الدین دیوبندی کی عبارت سے اسماعیل جھنگوی اور اوکاڑوی جیسے لوگوں کا بہترین رد ہوتا ہے۔

۱۸) امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تنقیص:

یہ مشہور ثقہ امام ہیں۔ مسند احمد کی ہر حدیث کے راوی ہیں، لیکن عبدالقدوس قارن دیوبندی نے محمد بن زاہد کوثری (نام نہاد حنفی) کا قول بغیر کسی تردید کے یوں نقل کیا ہے:

''میں کہتا ہوں پہلی سند میں عبداللہ بن احمد ہے جو ان گپوں کا راوی ہے جو اس نے کتاب،

میں نقل کی ہیں جس کا نام اس نے السنہ رکھا ہے۔" (ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عادلانہ دفاع ص ۲۸۳)

نیز کوثری (نام نہاد حنفی) نے امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب، کتاب السنۃ کو کتاب الزیغ (گمراہی کی کتاب) قرار دیا۔ (دیکھئے مقالات کوثری ص ۳۲۴ طبع ایچ ایم سعید کمپنی)

جبکہ امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ کو سرفراز صفدر دیوبندی نے امام تسلیم کیا اور ان کے بارے میں لکھا ہے: "علامہ ذہبیؒ ان کو الامام الحافظ اور الحجۃ لکھتے ہیں۔" (احسن الکلام ۱/ ۲۸۸)

۱۹) امام نافع بن محمود المقدسی رحمہ اللہ کی گستاخی:

امام نافع بن محمود رحمہ اللہ ثقہ امام اور مشہور تابعی ہیں، ان کے بارے میں اہلِ حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

"امام نافع بن محمود رحمہ اللہ کی توثیق پیشِ خدمت ہے:

۱: ابن حبان (کتاب الثقات ۵/ ۴۷۰)

انھوں نے نافع کو مشہور علماء میں ذکر کیا۔ (مشاہیر علماء الامصار ص ۱۱۷ رقم ۹۰۷)

۲: ذہبی قال: ثقة. (الکاشف ۳/ ۱۷۴)

۳: دارقطنی قال: ثقة. (سنن دارقطنی ۱/ ۳۲۰ ح ۱۲۰۷)

۴: بیہقی قال: ثقة. (کتاب القراءت ص ۶۴ ح ۱۲۱)

۵: ابن حزم قال: ثقة. (المحلی ۴/ ۲۴۱۔۲۴۲ مسئلہ ۳۶۰)" (الحدیث حضرو ۷۹ ص ۵۰)

اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے آل دیوبند کی گستاخی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "اب دل تھام کر آلِ دیوبند کا ایک حوالہ پڑھ لیں، جس کے نقل کرنے سے قلم کانپ رہا ہے:

الیاس گھمن کے چہیتے آصف لاہوری کی موجودگی میں اس کے ساتھ سفید ٹوپی والے دیوبندی نے ایک اہل حدیث طالب علم شعیب سے کہا: "اور اسی طریقے سے مکحول اور نافع وہ مجہول ہے ان کا کوئی اتا پتا ہی نہیں حلال زادے تھے، حرام زادے تھے کون تھے جھوٹے کذاب تھے کسی اسماء الرجال کی کتابوں میں سے کس میں اس کا کوئی اتا پتا ہی نہیں"

حوالے کے لئے دیکھئے دیوبندیوں کی ویب سائٹ:

www.alittehaad.org

(ویڈیو مناظرے کے تحت تلاش کریں: فاتحہ خلف الامام پر آصف لاہوری کا شعیب سے مباحثہ)'' (الحدیث حضرو ۷۹ ص ۴۹)

تنبیہ: سفید ٹوپی والے دیوبندی مولوی کا نام ثناء اللہ ہے اور اہل حدیث طالب علم کا نام سہیل ہے جو کہ الحدیث میں غلطی سے شعیب چھپ گیا تھا۔

۲۰) امام مکحول رحمہ اللہ کی گستاخی:

ثناء اللہ لاہوری دیوبندی نے آصف لاہوری دیوبندی کی موجودگی میں امام مکحول رحمہ اللہ کی جو گستاخی کی ہے وہ نمبر ۱۹ کے تحت نقل کر دی گئی ہے۔

اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے تقریباً تیس (۳۰) محدثین سے باحوالہ امام مکحول شامی رحمہ اللہ کی توثیق بیان کی ہے جو الحدیث حضرو ۷۹ ص ۴۰ تا ۴۸ پر چھپ چکی ہے۔ نیز آل دیوبند کے علماء اور ان کے اکابر نے بھی امام مکحول رحمہ اللہ کی روایات سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے:

۱: موطأ ابن فرقد مترجم ص ۱۱۰ روایت نمبر ۲۰۷ باب نمبر ۷۹ (تجلیات صفدر ۵/۱۰۲)

۲: ترجمان احناف (ص ۸۳)

۳: درس ترمذی (۲/۳۱۴) از تقی عثمانی صاحب دیوبندی

۴: انوار خورشید دیوبندی نے امام مکحول رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: ''حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں...'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۴۴)

امین اوکاڑوی دیوبندی نے اپنی تائید میں شعرانی کا قول یوں لکھا ہے:

''امام صاحب حدیث کی روایت نہیں کرتے تھے مگر تابعین سے جو عدالت اور ثقاہت میں ممتاز ہیں اور بہ شہادتِ رسول اکرم ﷺ خیر القرون میں داخل ہیں مثلاً اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مکحول، حسن بصری اور ان کے درجہ کے راوی رضی اللہ عنہم اجمعین تو جس قدر

راوی امام صاحبؒ اور رسول خدا ﷺ کے درمیان ہیں وہ سب ثقہ اور عادل ہیں اور عالم اور خیار ناس میں سے ہیں، نہ ان میں کوئی کاذب (جھوٹا) ہے اور نہ ہی دروغ گوئی سے متہم، اور کیا چیز مانع ہے تم کو ان حضرات کی عدالت کے اعتراف سے جن سے احکام دینیہ حاصل کرنے میں ابوحنیفہ جیسا شخص راضی ہے..." (تجلیات صفدر ۳/ ۵۶۵)

آلِ دیوبند کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ "جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے"

(دیکھئے تفریح الخواطر ص ۲۹، اور فتوحات صفدر ۲/ ۸۴ حاشیہ)

آج سے تقریباً ایک سال پہلے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے امام مکحول رحمہ اللہ اور امام نافع رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والے دیوبندی ٹولے خصوصاً ثناء اللہ دیوبندی کے متعلق لکھا تھا: "سنو گستاخیاں کرنے والو! مرنے سے پہلے توبہ کرلو ورنہ سوچ لو کہ اللہ کے دربار میں کیا جواب دو گے؟! و ما علینا إلا البلاغ ۱۸/ دسمبر ۲۰۱۱ء"

(الحدیث حضرو ۷۹ ص ۵۰ دسمبر ۲۰۱۰ء)

الیاس گھمن دیوبندی کے رسالہ "قافلۂ حق" میں بھی امام مکحول کا تعارف ایک مجتہد کے طور پر کرایا گیا ہے۔ (دیکھئے قافلۂ حق جلد ۳ شمارہ ۴ ص ۱۱، اور جلد ۵ شمارہ ۲ ص ۱۶)

نیز دیکھئے تجلیات صفدر (۶/ ۱۱۵)

۲۱) علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام ابن جوزی رحمہ اللہ کے بارے میں محمد اسمٰعیل سنبھلی دیوبندی کا قول مشتاق علی شاہ دیوبندی نے یوں نقل کیا ہے: "چونکہ کتاب منتظم دفتر اغلاط ہے تاوقتیکہ روایات منقولہ کو معتبر سند سے معترض ثابت نہ کریں ہرگز جرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نہ مؤلف قابل وثوق ہیں اور نہ ان کی کتاب۔" (ترجمان احناف ص ۲۹۸)

۲۲) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام ابن خزیمہ مشہور ثقہ امام ہیں، صحیح ابن خزیمہ کے مصنف ہیں اور صحیح ابن خزیمہ کی تمام

احادیث خیر محمد جالندھری دیوبندی کے نزدیک صحیح ہیں۔ (دیکھئے خیر الاصول فی حدیث رسول ص ۱۱)

سرفراز صاحب دیوبندی نے لکھا ہے: ''امام الائمہ ابن خزیمہؒ المتوفی ۳۱۱ھ''

(احسن الکلام ۱/۱۸۰، دوسرا نسخہ ۱/۱۴۳)

نیز سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''حضرت امام ابن خزیمہ (ابوبکر محمدؒ بن اسحاقؒ جو الحافظ الکبیر امام الائمۃ شیخ الاسلام تھے المتوفی ۳۱۱ھ تذکرہ ج ۲ ص ۲۵۹)'' (الکلام المفید ص ۱۱۰)

لیکن نام نہاد حنفی محمد بن زاہد کوثری نے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی کتاب ''کتاب التوحید'' کو کتاب الشرک قرار دیا۔ نعوذ باللہ

کوثری کے الفاظ یہ ہیں: ''و لهذين الكتابين ثالث في مجلد ضخيم يسميه مؤلفه ابن خزيمة كتاب التوحيد وهو عند محققي أهل العلم كتاب الشرك''

اور ان دو کتابوں کے ساتھ تیسری کتاب بڑی جلد میں ہے اور اسے اس کا مصنف کتاب التوحید کہتا ہے اور وہ محققینِ اہلِ علم (؟؟) کے نزدیک کتاب الشرک ہے۔

(مقالات ص ۳۳۰ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۴۰۴ طبع المکتبۃ الازہریہ)

۲۳) امام ابوالشیخ الاصبہانی رحمہ اللہ کی تنقیص:

امام ابوالشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانی رحمہ اللہ کے بارے میں آل دیوبند کے ''علامہ'' کوثری نے لکھا ہے: ''و قد ضعفه بلديه الحافظ العسال بحق''

''اور اس کو اس کے ہم وطن الحافظ العسال نے ضعیف کہا ہے۔''

(تانیب الکوثری ص ۴۹، ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۱۵۳)

کوثری کی اس تنقیص اور جھوٹ پر رد کرتے ہوئے اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

''امام ابوالشیخ پر حافظ العسال کی جرح کا ثبوت کسی کتاب میں نہیں ہے، اسے کوثری نے بذاتِ خود گھڑا ہے۔ ہم تمام کوثری پارٹی اور عبدالقدوس قارن وغیرہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے ''امام'' کوثری کو کذب و افترا سے بچانے کے لئے اس جرح کا مستند حوالہ پیش

کریں ورنہ یادرکھیں کہ جھوٹوں کا حشر جھوٹوں کے ساتھ ہی ہوگا، المرء مع من احب

مکتبہ الحرم المکی کے مدیر اور مکہ مکرمہ کی مجلس شوریٰ کے رکن سلیمان الصنیع نے بذاتِ خود کوثری مذکور سے مصر میں اس کے گھر میں ملاقات کی اور ابوالشیخ پر عسال کی جرح کے حوالے کا بار بار مطالبہ کیا مگر کوثری نے مذکورہ حوالہ بالکل پیش نہیں کیا۔ شیخ سلیمان الصنیع فرماتے ہیں: ''و الذي يظهر لي أن الرجل يرتجل الكذب '' إلخ اور میرے سامنے یہی ظاہر ہے کہ یہ آدمی (کوثری) فی البدیہ جھوٹ بولتا ہے۔ (حاشیہ طلیعۃ التنکیل ص ۳۴)

جھوٹ اور افترا والے کوثری کے بارے میں محمد یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں: ''هو محتاط متثبت في النقل '' وہ محتاط ہے (اور) نقل میں ثبت (ثقہ) ہے (مقدمہ مقالات الکوثری ص ز) سبحان اللہ! '' (مقالات جلد ۱ ص ۴۴۷، از حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ)

حالانکہ امام ابوالشیخ الاصبہانی اہل سنت کے مشہور ثقہ وصادق اماموں میں سے ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۶/ ۲۷۶۔۲۸۰) وتذکرۃ الحفاظ (۳/ ۹۴۵۔۹۴۷) وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں۔

امام ابن مردویہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''ثقة مأمون ''

ابوالقاسم السوذرجانی نے کہا: ''هو أحد عباد الله الصالحين ، ثقة مأمون ''

(النبلاء ۱۶/ ۲۷۸، الحدیث حضرو نمبر ۸ ص ۹)

۲۴) حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تنقیص:

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں بھی آل دیوبند نے دوغلی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''اکثر اہلِ بدعت حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کی رفیع شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتے ہیں مگر حضرت ملاّ علی ن القاری الحنفیؒ ان کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

كانا من اكابر اهل السنة والجماعة و من اولياء هذه الامة ۔

کہ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ دونوں اہل سنت والجماعت کے اکابر میں اور اس امت

کے اولیاء میں تھے۔ (جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۸ طبع مصر) اور حافظ ابن القیمؒ کی تعریف کرتے کرتے امام جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ء پھولے نہیں سماتے (بغیة الوعاة)''

(راہ سنت ص ۱۸۷، باب جنت ص ۲۹)

لیکن ایک دوسری جگہ ان کی تعریف کے ساتھ تنقیص کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حافظ ابن تیمیہؒ بلاشبہ علمی طور پر بڑی شخصیت کے مالک ہیں مگر ان کی طبیعت میں شدت اور حدت بھی بے پناہ تھی جب وہ اپنی شدت پر اُتر آتے ہیں تو انہیں بخاری و مسلم کی صحیح روایت حسبت عَلَیّ بتطلیقة بھی نظر نہیں آتی اور وہ حالت حیض میں دی گئی طلاق سے بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں...'' (تسکین الصدور ص ۳۵۸)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو بہت سے آل دیوبند نے شیخ الاسلام بھی کہا ہے۔ مثلاً:

۱: امین اوکاڑوی (تجلیات صفدر ۶/ ۲۶، ۷/ ۱۶۲، ۳/ ۱۰۵، از بشیر احمد قادری دیوبندی)

۲: محمود عالم صفدر اوکاڑوی (قافلہ... ج ۱ ص شمارہ ۴ ص ۸)

۳: ابوبکر غازیپوری (ارمغان حق ۲/ ۳۱۰)

۴: سرفراز خان صفدر (احسن الکلام جلد ۱ ص ۹۴، ۱۶۵)

لیکن آل دیوبند کے ''علامہ'' کوثری نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں توہین کرتے ہوئے لکھا ہے:

''و مع هذا كله ان كان هو لا يزال يعد شيخ الاسلام فعلى الاسلام سلام''

اور اگر اس سب کچھ کے ساتھ اسے شیخ الاسلام کہا جاتا ہے تو (ایسے) اسلام پر سلام!

(الاشفاق علی احکام الطلاق ص ۸۹)

۲۵) حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی تنقیص:

نمبر ۲۴ کے تحت آپ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی تعریف تو ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن آل دیوبند کے چہیتے محمد حسن سنبھلی نے لکھا ہے: ''خلفاء هذه الملة اربعة ابن تيمية وابن القيم والشوكاني والنواب صديق فيقولون ثلاثة رابعهم كلبهم ...''

(دیکھئے نظم الفرائد ص ۱۰۲ طبع لکھنو، مقلدین ائمہ کی عدالت میں از محمد یحییٰ گوندلوی ص ۱۷۴۔۱۷۵)

اس عبارت میں حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ کی توہین کی گئی ہے، نیز ان کی تنقیص کے بارے میں دوسرے حوالے بھی موجود ہیں۔

۲۶) امام ابن جریج رحمہ اللہ کی تنقیص:

اہل حدیث عالم مولانا بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ سے مناظرے کے دوران امین اوکاڑوی نے امام ابن جریج رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: ''دوسرا راوی ہے ابن جریج یہ وہ ہے کہ میزان میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں نوے عورتوں سے متعہ کیا۔ میں حیران ہوں کہ حضرت کے پاس ایسے راوی رکھے ہیں'' (فتوحات صفدر ۱/ ۳۶۳، دوسرا نسخہ ۱/ ۳۲۶)

امام ابن جریج رحمہ اللہ کے متعلق امین اوکاڑوی نے ایک اور جگہ کہا: ''اس نے مکہ میں رہ کر متعہ بھی کیا تھا اب یہ متعہ والوں کے پاس جاتے ہیں جو رات کو سوتے وقت ایک چھٹانک تیل... ڈالتا تھا قوت باہ کے لئے۔ دیکھو اب کتنا اچھا آدمی ڈھونڈا ہے۔ اس میں اس کا تو کچھ نہیں بنتا لیکن یہ پتہ چل گیا کہ شیعہ ہیں کیونکہ وہیں جاتے ہیں۔ بھاگ بھاگ کر متعہ والوں کے پاس ہی جاتے ہیں۔'' (فتوحات صفدر ۱/ ۱۹۵، دوسرا نسخہ ۱/ ۱۶۹)

ابن جریج رحمہ اللہ کی روایت پیش کرنے کی وجہ سے امین اوکاڑوی نے اہل حدیث سے کہا: ''...ایک متعہ کرنے والے کی چوکھٹ چاٹ رہے ہیں۔ آہ! یہ کتنا بڑا المیہ تھا کہ قرآن وحدیث کو متعہ خانے کے دروازے پر ذبح کیا جا رہا ہے۔'' (فتوحات صفدر ۲/ ۲۰۰)

تناقض کی وادی میں غوطہ زن ہو کر اوکاڑوی نے ابن جریج رحمہ اللہ کی تعریف بھی کی ہے۔ (دیکھئے تجلیات صفدر ۴/ ۱۲)

خود اوکاڑوی اور دوسرے دیوبندیوں نے امام ابن جریج رحمہ اللہ کی احادیث اپنی کتابوں میں نقل کر کے ان سے استدلال کیا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو ۸۵ ص ۳۶

مشہور دیوبندی محمد تقی عثمانی نے ابن جریج کی تعریف میں کہا:

''حضرت ابن جریج ؒ حدیث اور فقہ کے معروف امام ہیں'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۵۲)

انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ''

(حدیث اور اہل حدیث ص ۱۶۵)

آل دیوبند کے ''مفتی'' محمد رضوان نے لکھا ہے:

''امام بخاری کے استاد الاستاد امام عبدالرزاق (المتوفی ۲۱۱ھ) حضرت ابن جریج رحمہ اللہ (المتوفی ۱۵۰ھ) سے روایت کرتے ہیں...''

نیز محمد رضوان نے ابن جریج پر تدلیس کا اعتراض کرنے والوں کو بھی ''تعصب پرست معترضین'' قرار دیا اور ابن جریج کی روایت رد کرنے والوں کے بارے میں لکھا:

''... یہ سلسلہ دین وایمان کے لئے بڑا خطرناک ہے۔'' (مرد و عورت کی نماز میں فرق کا ثبوت ص ۱۵)

عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنے والد سرفراز خان صفدر کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے امام ابنِ جریج ؒ کے بارہ میں کوئی گستاخی نہیں کی بلکہ انتہائی احوط الفاظ استعمال کیے ہیں۔'' (مجذوبانہ واویلا ص ۱۱۹)

تنبیہ: امام ابن جریج رحمہ اللہ کے بارے میں نوے عورتوں سے متعہ والی بات بے سند ہونے کی وجہ سے ثابت ہی نہیں۔ اگر کسی بے سند روایت سے امام ابو حنیفہ کی تنقیص ہوتی ہو تو آل دیوبند کے اکابر اس کو رد کر دیتے ہیں، چنانچہ کوثری نام نہاد حنفی نے لکھا ہے: ''اور بے شک عبدالصمد کے باپ عبدالوارث نے ابو حنیفہ ؒ سے براہ راست یہ نہیں سنا تو درمیان میں انقطاع ہے اور اس نے یہ بھی بیان نہیں کیا کہ کس نے اس سے ذکر کیا؟ اور نہ اس نے اس کا ذکر کیا کہ اس نے کس سے سنا ہے؟ اور نہ یہ بیان کیا کہ خود اس واقعہ میں موجود تھا۔ تو اس جیسی بات ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جاتی ہے۔'' (ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۲۱۵)

آل دیوبند کو چاہئے کہ پہلے نوے عورتوں سے متعہ والے قول کی سند پیش کریں؟

اور پھر یہ بتائیں کہ آل دیوبند نے امام ابن جریج رحمہ اللہ کی بیان کردہ احادیث اور اقوال سے کیوں استدلال کیا ہے؟

رہا مطلقاً جوازِ متعہ والی بات تو امام ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا: "اشهدوا انی قد رجعت عنها" گواہ رہو کہ میں نے اس (متعۃ النکاح) سے رجوع کرلیا ہے۔

(مسند ابی عوانہ طبع جدیدہ ۲/ ۲۷۹ ح ۳۳۱۳ وسندہ صحیح)

مشہور ثقہ تابعی امام الربیع بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ "ما مات ابن عباس حتی رجع عن هذه الفتيا" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فوت ہونے سے پہلے اس (متعۃ النکاح کے) فتوے سے رجوع کرلیا تھا۔" (مسند ابی عوانہ طبعہ جدیدہ ۲/ ۲۷۳ ح ۳۲۸۴ وسندہ صحیح علیٰ شرط مسلم)

ان دونوں اقوال کی وجہ سے نہ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رفیع شان میں کسی نااہل کو اعتراض کرنا چاہئے اور نہ ہی امام ابن جریج رحمہ اللہ پر اعتراض کرنا چاہئے کیونکہ رجوع کرنا تو کوئی بُری بات نہیں۔ باقی رہا اوکاڑوی جیسے لوگوں کا امام ابن جریج رحمہ اللہ کو شیعہ کہنا تو اس کے لئے عرض ہے کہ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے لکھا ہے: "اب اٹھائیں سیر و رجال کی کتابیں کیا کسی اہل سنت امام نے امام ابن جریج کو شیعہ قرار دیا ہے؟ ہرگز نہیں۔"

(مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں ص ۶۱)

لیکن الحمدللہ کوئی دیوبندی میری معلومات کے مطابق ان کا یہ مطالبہ پورا نہ کرسکا۔

امام ابن جریج رحمہ اللہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے معروف راوی ہیں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا: "أحد الأعلام الثقات، يدلس وهو في نفسه مجمع على ثقته إلخ . وہ ثقات واعلام میں سے ایک تھے، تدلیس کرتے تھے، فی نفسہ ان کی توثیق پر اجماع ہے۔ (میزان الاعتدال ۲/ ۶۵۹ ت ۵۲۲۷ بعلامۃ: صح)

عبدالقدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے: "محدث جلیل ابن جریجؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی وفات پر فرمایا: رحمه الله قد ذهب معه علم كثير ۔" (مجذوبانہ واویلا ص ۲۸۵)

۲۷) امام عقیلی رحمہ اللہ کی تنقیص:

آلِ دیوبند کے "علامہ" کوثری کی عبارت عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنی تائید میں اس طرح لکھی ہے: "مگر اس کی سند میں العقیلی ہے اور یہ نقصانی متعصب ہے۔"

(ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۳۵۲)

دوسری جگہ لکھا ہے: ''ہم نہ تو خطیبؒ جیسے آدمی پر اور نہ ہی العقیلی جیسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہیں۔'' (ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۳۷۷)

۲۸) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تنقیص:

امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا: ''اور آج ''بلوغ المرام'' جو ایک غیر مقلد کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس کا ایک صفحہ پڑھ کر لوگ تقلید سے آزاد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔''

(ماہنامہ الخیر ج ۱۴ شمارہ ۹ رمضان ۱۴۱۷ھ فروری ۱۹۹۷ء ص ۴۸)

یہ بات حدیث کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ بلوغ المرام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے جنھیں اوکاڑوی نے غیر مقلد کہا ہے اور اوکاڑوی نے غیر مقلد کے بارے میں لکھا ہے: ''اس لئے جو جتنا بڑا غیر مقلد ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا گستاخ اور بے ادب بھی ہوگا''

(تجلیات صفدر ۳/۵۹۰)

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا ہے: ''یہ حافظ ابن حجر کا اپنا گمان ہے جو بلا دلیل ہے کیا امام بخاریؒ م ۲۵۶ نے حافظ ابن حجر م ۸۵۲ھ کو ٹیلی فون کیا تھا کہ آپ کو اجازت ہے ھشیم و محمد بن فضیل کو حصین بن نمیر کا متابع قرار دینا اور شعبہ کے طریق کو ذکر نہ کرنا...''

(قافلہ... جلد ۲ شمارہ ۲ ص ۴۵)

عبدالغفار دیوبندی نے مزید لکھا ہے: ''کیا امام بخاریؒ نے حافظ ابن حجرؒ کو ٹیلفون پر اختیار و اجازت نامہ دیا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے داؤد بن عبدالرحمٰن العطارؒ کی مروی حدیث کو متابعۃ قرار دینا جبکہ امام بخاری کا اپنا مذہب و فعل و قاعدہ یہ ہے کہ جو راوی و روایت اصالۃً ہے وہی متابعۃ بھی ہے اور جو راوی و روایت متابعۃً ہے وہی اصالۃً بھی ہے کما صرح فی البخاری ج ۲ ص ۸۲۸ و ص ۱۱۰۰ ط کراتشی و ص ۴۷ ہ رقم ۶۲۶ ط الریاض فلھذا حافظ ابن حجر العسقلانیؒ ہوں یا علی زئی... ہو امام بخاریؒ کے مقابلے میں ان کی بات بلا دلیل باطل و مردود ہے'' (قافلہ... جلد ۲ شمارہ ۲ ص ۴۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تنقیص سے قطع نظر عرض ہے کہ چنی گوٹھ کے بہتان تراش نے اصالتہً ومتابعۃً والی جو بات امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے اور صحیح بخاری کے صفحات کا حوالہ دیا ہے وہاں امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا مذہب و فعل و قاعدہ مذکور نہیں کہ پہلے روایت اصالتہً ہو گی اور بعد میں متابعۃً ہو گی، لہٰذا عبدالغفار نے عبارت مذکورہ میں امام بخاری رحمہ اللہ پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

دوسری طرف آلِ دیوبند کے ''امام'' سرفراز صفدر نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تعریف میں لکھا ہے: ''حافظ الدنیا امام ابن حجرؒ '' (راہ سنت ص ۳۹)

دوسری جگہ لکھا ہے: ''(مگر حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سخاوی وغیرہ تو متساہل نہیں ہیں۔ صفدر)'' (المسلک المنصور ص ۲۳)

محمد زکریا تبلیغی جماعت والے نے کہا: ''حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ'' (تقریر بخاری ۱/۴۴)

مزید معلومات کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث (شمارہ ۵۷ ص ۲۳ تا ۲۴، شمارہ ۸۰ ص ۹)

۲۹) امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی تنقیص:

اگر امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی بات آلِ دیوبند کی طبیعت کے موافق ہو تو ان کی تعریف کرتے ہیں، چنانچہ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے:

''امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۶ھ)

امام اسحاقؒ بن راہویہؒ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ حافظ کبیر عالم نیشاپور بلکہ جملہ اہل مشرق کے شیخ تھے۔ محدث ابوزرعہؒ کا بیان ہے کہ ان سے بڑا کوئی حافظ دیکھنے میں نہیں آیا۔ ابوحاتمؒ کا بیان ہے کہ ان کے اتقان اور اصابت رائے پر آفرین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ (تذکرہ جلد ۲ صفحہ ۱۹)

امام ابن خزیمہؒ کا بیان ہے اگر وہ تابعین کے زمانہ میں ہوتے تو وہ یقیناً ان کے علم اور فقہ کا اقرار کرتے۔ امام احمدؒ ان کو امام من ائمۃ المسلمین کہتے ہیں۔ (بغدادی جلد ۶ ص ۳۵۰)

ابن حبان کا بیان ہے کہ وہ اپنے زمانے میں فقہ، علم اور حفظ میں یکتا تھے۔ (تہذیب

التہذیب جلد ۱ ص ۲۱۷) سعیدؒ بن ذویبؒ کا بیان ہے کہ وہ عظیم النظیر تھے۔ (بغدادی جلد ۶ ص ۳۵۰)" (احسن الکلام ج ۱ ص ۶۵، دوسرا نسخہ ص ۹۱)

یہ تو تھی تعریف ہی تعریف اور جب انھی امام اسحاق بن راہویہ کی بات آلِ دیوبند کے خلاف ہوئی تو ان کی تنقیص کرتے ہوئے امین اوکاڑوی نے لکھا:

"میں نے کہا کہ یہ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن راہویہ ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۶۱ھ اور وفات شعبان ۲۳۸ھ میں ہوئی۔ ان کے شاگرد امام بیہقی ہیں جو ان کی وفات سے ۱۴۶ سال بعد پیدا ہوئے اور استاد عقبہ بن عامرؓ ہیں جو تقریباً ۶۰ھ میں ان کی پیدائش سے ۱۰۱ سال قبل وصال فرما چکے تھے۔ اب یہ تو اس سند کا حال ہے، متن کو کس طرح بگاڑا گیا۔ طبرانی کی روایت جو ضعیف سند سے ہے اس میں ایک انگلی کے اشارے پر ایک نیکی کا وعدہ تھا۔ اب دیکھا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دس بنیں گی تو رفع یدین پر دس نیکیاں ملیں گی۔ اب وہ کون سی رفع یدین پر نیکیاں ملیں گی، تو چونکہ اسحاق اور بیہقی شافعی ہیں انہوں نے رکوع کا ذکر ملا دیا۔ جبکہ اصل روایت میں نہ رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ رکوع کا۔ اگر اسحاق کو یہ حق ہے تو شیعہ کو بھی حق ہے کہ دونوں سجدوں کی چار رفع یدین اور ہر رکعت کی ابتداء کی رفع یدین ملا لیں اور چار رکعت نماز میں پوری ۲۸۰ نیکیاں کما لیں اور غیر مقلد بیچارے منہ ہی تکتے رہ جائیں۔" (تجلیات صفدر ج ۴ ص ۱۳۲)

اوکاڑوی نے مزید توہین کرتے ہوئے لکھا: "اسحاق تو متن کو اپنے مذہب کے مطابق ڈھال لیا کرتے ہیں۔ جیسے اوپر والی روایت میں انھوں نے کیا۔" (تجلیات صفدر ج ۴ ص ۱۳۴)

اگر یہی عبارت کسی دیوبندی کے بارے میں لکھی جائے مثلاً: "سرفراز خان صفدر دیوبندی حدیث کے متن کو اپنے مذہب کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے" تو شاید اسے آلِ دیوبند گستاخی قرار دیں گے؟! واللہ اعلم

۳۰) طحاوی کی تنقیص:

آلِ دیوبند کے "مفتی" محمود حسن گنگوہی نے کہا: "امام طحاوی اپنی لڑکی کو املا کراتے

تھے ایک روز املاء کراتے ہوئے جامعنا ھم یعنی ہم نے اس سے اجماع (اتفاق) کرلیا۔ لڑکی کے چہرہ پر اس کو سن کر مسکراہٹ طاری ہوئی اس کا ذہن جماع کی طرف گیا۔ امام نے دیکھ لیا پھر کچھ املاء کرانے کے بعد املاء کرایا۔ جامعو نا انہوں نے ہم سے اجماع کرلیا لڑکی کے چہرہ پر پھر مسکراہٹ آئی۔ امام نے دیکھ لیا اس سے ان کو بیحد افسوس و ملال ہوا کہ حالات کیسے خراب ہو چلے، ماحول کا کیسا اثر ہے کہ ان الفاظ سے ذہن کسی اور طرف بھی جاتا ہے حتیٰ کہ اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا" (ملفوظات فقیہ الامت قسط ۷ ص ۱۰۲، جلد دوم)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے گنگوہی مذکور کے مذکورہ بالا بیان پر یوں تبصرہ کیا ہے:

"یہ سارا بیان امام طحاوی اوران کی لڑکی پر تہمت ہے جسے محمود حسن گنگوہی نے گھڑا ہے۔"

(الحدیث حضرو ۵۰ ص ۳۲)

یہ تو قارئین خود ہی فیصلہ کریں گے کہ اس جھوٹے واقعہ میں طحاوی اور اس کی بیٹی کی کس قدر توہین ہے۔

۳۱) عینی حنفی کی تنقیص:

بعض اوقات آل دیوبند نادان دوست کا کردار ادا کرتے ہوئے ایسے علماء کی بھی تنقیص کر جاتے ہیں جنھیں خود حنفی باور کراتے ہیں۔ مثال کے طور پر بدر الدین عینی حنفی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے گیارہ رکعات تراویح مع وتر والی روایت دو سندوں سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "منها ما اخرجه عن عمر ابن الخطاب رضي الله عنه من طريقين صحيحين" (نخب الافکار جلد ۵ ص ۱۰۳، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۷۷)

لیکن امین اوکاڑوی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کے بارے میں لکھا ہے:

"پس یہ روایت مضطرب ہوئی جو ضعیف کی قسم ہے۔ پس اس کو صحیح کہنا دھوکا ہے۔"

(تجلیات صفدر ۴/۲۸۱)

یہ فیصلہ تو آل دیوبند خود ہی کریں کہ بدر الدین عینی نے دھوکا دیا ہے یا انھیں دھوکا دینے والا کہنے میں اوکاڑوی نے ان کی توہین کی ہے؟!

حافظ زبیر علی زئی

امتیاز حسین کاظمی بریلوی کا صحیح مسلم پر افتراء

الحمد للّٰہ ربّ العالمین وصلّی اللّٰہ وسلّم علٰی رسولہ الأمین و رضي اللّٰہ عن أصحابہ أجمعین و رحمۃ اللّٰہ علی التابعین و من تبعھم بإحسان إلٰی یوم الدین، أما بعد: محمد حنیف قریشی بریلوی رضا خانی کے معاون مناظر امتیاز حسین کاظمی بریلوی رضا خانی نے لکھا ہے: "مسلم شریف جلد اول صفحہ 117 پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے آپ فرماتے ہیں، **خطبنا رسول اللہ ا فاسند ظھرہ الٰی قبہ آدم فقال الا لا یدخل الجنۃ الانفس مسلمۃ.**

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا آگاہ رہو جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ (الحدیث)

ثابت ہوا قبہ گرانا واجب نہیں اگر واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے اس قبہ کو گرانے کا حکم ارشاد فرماتے، اسی طرح مشہور محدث علامہ سخاوی رحمہ اللہ الباری متوفی 902 ہجری حضرت امیر حمزہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "**وجعل علی قبرہ قبہ فھو یزار و یتبرك بہ**" (التحفۃ اللطیفہ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ جلد اول صفحہ 307)

ان کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ جلیل القدر محدثین وائمہ تو "قبہ" سے برکات کی حکایت کریں اور وہابیہ خبیثہ ان کو گرانے کی مذموم حرکات؟۔ **فیا للعجب**" (گستاخ کون اشاعت اول ص ۱۵۸۔۱۵۹)

اس عبارت میں امتیاز صاحب نے صحیح مسلم پر صریح جھوٹ بولا ہے، افتراء کا ارتکاب کیا ہے اور حدیث کے لفظ و مفہوم دونوں میں تحریف کر دی ہے۔

۱: صحیح مسلم کے محولہ بالا درسی نسخے میں "قبۃ آدم" کے الفاظ نہیں، بلکہ "قبۃ أَدَمٍ" کے الفاظ ہیں۔ دیکھئے (ج ۱ ص ۱۱۷ سطر ۱۵)

۲: قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) کی شرح والے نسخے میں بھی "قبة آدم" نہیں، بلکہ "قُبَّةُ أَدَمٍ" کے الفاظ ہیں۔ (اکمال المعلم ج ا ص ۶۰۸ ح ۳۷۸/۲۲۱)

۳: محمد بن خلیفہ الوشتانی الأبی (م ۸۲۸ھ) کی شرح والے نسخہ میں بھی "قبة آدم" کے الفاظ نہیں، بلکہ "قبّة من أَدَمٍ" کے الفاظ ہیں۔ (اکمال اکمال المعلم ج ا ص ۶۴۲ ح ۲۲۱/۳۷۸)

اور شرح میں بھی "قبة من أدم" لکھا ہوا ہے۔

۴: غلام رسول سعیدی بریلوی نے صحیح مسلم کی اس حدیث کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک چمڑے کے خیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے..." (شرح صحیح مسلم ج ا ص ۸۴۶ ح ۴۳۹)

۵: عزیز الرحمٰن دیوبندی نے اس حدیث کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک چمڑے کے خیمے میں ٹیک لگا کر ایک خطبہ دیا اور فرمایا آگاہ رہو کہ جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔" الخ (صحیح مسلم شریف مترجم ج ا ص ۲۸۱ ح ۵۳۱)

نیز دیکھئے محمد زکریا اقبال دیوبندی کی تفہیم المسلم (ج ا ص ۴۳۶ ح ۴۲۹)

اور احسان اللہ دیوبندی کی مترجم کنز العمال (ج ۷ ص ۳۵۱)

ثابت ہوا کہ امتیاز حسین کاظمی بریلوی نے "اَدَمٍ" کے لفظ کو "آدم" سے بدل کر تحریف لفظی بھی کی ہے اور صحیح مسلم پر افتراء بھی کیا ہے، نیز ترجمے میں "آدم علیہ السلام" کے الفاظ لکھ کر مفہوم حدیث بھی بدل دیا ہے اور جھوٹ کا "لک" توڑ دیا ہے (!!)، نیز یہ انھی لوگوں کا کام ہے جنھیں بندر و خنازیر بنا دیا گیا تھا۔ بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر نویں دسویں صدی کے صوفی سخاوی کے دور میں بعض مبتدعین کا قبہ بنانا اور اس سے تبرک حاصل کرنا کوئی شرعی دلیل نہیں اور نہ خیر القرون کے کسی صحیح العقیدہ ثقہ وصدوق عالم سے قبروں پر قبے بنانا ثابت ہے، لہٰذا یہاں سخاوی کا حوالہ مردود ہے۔ (۱۲/ اپریل ۲۰۱۲ء)

طلاق دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: ''حدثنا کثیر بن عبید: حدثنا محمد بن خالد عن معرّف بن واصل عن محارب بن دثار عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: ((أبغض الحلال إلی اللہ عزّ وجلّ الطلاق.)) نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابی داود: ۲۱۷۸ وسندہ صحیح)

اس حدیث کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: کثیر بن عبید بن نمیر المذحجی الحمصی الحذاء: ثقہ (تقریب التہذیب: ۵۶۱۸)

۲: محمد بن خالد بن محمد الوھبی الحمصی: صدوق (تقریب التہذیب: ۵۸۴۸)

بلکہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ثقۃ (سوالات ابن الجنید: ۶۲۴)

۳: معرف بن واصل السعدی الکوفی: ثقہ (تقریب التہذیب: ۶۷۸۹)

۴: محارب بن دثار: ثقہ إمام زاھد (تقریب التہذیب: ۶۴۹۲)

ثابت ہوا کہ یہ سند صحیح ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ کا بعض ثقہ راویوں کے ارسال کی وجہ سے ارواء الغلیل (۷/۱۰۶۔۱۰۸ ح ۲۰۴۰) میں اسے ضعیف قرار دینا غلط ہے۔

اس صحیح حدیث میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو غصے میں آکر بے قابو ہو جاتے ہیں اور اسی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھتے ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ ابلیس (بڑے شیطان) کا تخت پانی پر ہے۔ پھر وہ (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ جو (شیطان) آکر اسے بتاتا ہے کہ اس نے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالی دی ہے تو وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: تُو بہت اچھا ہے۔ اعمش راوی کا خیال ہے کہ وہ اسے گلے ملتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۱۳، ترقیم دارالسلام: ۷۱۰۶)

مسلمانو! اپنے غصے اور جذبات پر کنٹرول کرو اور غصے کی حالت میں کبھی طلاق نہ دو۔

Monthly AlHadith Hazro

ہمارا عزم

- قرآن وحدیث اوراجماع کی برتری
- سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار
- صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اورتمام ائمہ کرام سے محبت
- صحیح وحسن روایات سے استدلال اورضعیف ومردود روایات سے کلی اجتناب
- اتباع کتاب وسنت کی طرف والہانہ دعوت
- علمی، تحقیقی ومعلوماتی مضامین اورانتہائی شائستہ زبان
- مخالفین کتاب وسنت اوراہل باطل پرعلم ومتانت کے ساتھ بہترین وبادلائل رد
- اصولِ حدیث اوراسماءالرجال کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاعت الحدیث
- دینِ اسلام اورمسلک اہل الحدیث کا دفاع
- قرآن وحدیث کے ذریعے اتحادِامت کی طرف دعوت

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ''الحدیث'' حضرو کا بغور مطالعہ کرکے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں، ہرمخلصانہ اورمفید مشورے کا قدر وتشکر کی نظر سے خیر مقدم کیا جائے گا۔